بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اللہ تعالیٰ کی کبریائی

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد
75/6 - 2 - 23 مغلپورہ۔ حیدرآباد - اے پی

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی' یادگارِ رازی' مفتی سوادِ اعظم' تاجدارِ اہلسنت' امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب	اللہ تعالیٰ کی کبریائی
تصنیف	ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
تصحیح ونظر ثانی	خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
ناشر	شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (مکتبہ انوار المصطفیٰ ۔ مغلپورہ حیدرآباد)
اشاعت	جون ۲۰۰۹ تعداد : ۱۰۰۰
قیمت	Rs.30

(۹۱۲) صفحات پر مشتمل محققانہ جائزہ۔ متلاشیان راہِ حق کے لئے ملک التحریر کا بیش قیمت تحفہ

فتنہ اہلحدیث : غیر مقلدیت اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہے جس نے ائمہ اربعہ بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (اور حضرات حنفیہ) کے خلاف بدزبانی' طعن وتشنیع اور تہمت طرازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ اہل حدیث کے نام سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں' اپنے سوا سب کو مشرک سمجھتے ہیں تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں' ان کے عقائد ومسائل سے واقفیت کے بعد غیر مقلدیت سے طبعًا وحشت ونفرت ہوتی ہے۔ ان کی صحبت جذامی اور ایڈس کے مریض سے زیادہ خطرناک ہے' ان کی صحبت ایمان کے لئے خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ ائمہ مجتہدین' محدثین اُمت اور اسلاف صالحین سے مروی معتبر ومستند ہزار ہا احادیث کو ضعیف' موضوع' من گھڑت اور باطل قرار دیتے ہیں لہذا یہی اولین درجہ کے 'منکرین حدیث' ہیں۔ یہ فرقہ تمام (۷۲) گمراہ فرقوں کا ملغوبہ ہے یہ لوگ سلف صالحین اور احادیث مرفوعہ وغیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتے ہیں یہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقات مسلمہ کو بدعتی' مشرک اور کافر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بذاتِ خود بدعتی ہیں۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)

کاظم سریز۔ خواجہ کا چِلّہ ۔ مغل پورہ۔ حیدرآباد فون : 9246524187

بسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحِیم

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا　　اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدًا　　صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا　　اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ　　نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ　　پڑھیئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پُکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقتِ شرک : توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔ عبادت اطاعت اور اتباع، ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت واستعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح ۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکینِ مکہ اور کفارِ عرب کے حق میں نازل ہوئیں، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بدمذہبوں کا مدلل وتحقیقی جواب ۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہوگے (بخاری شریف)

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

سُبۡـحَـانَ ذِی الۡـمُـلۡكِ وَالۡـمَـلَـكُـوۡتِ
سُبۡـحَـانَ ذِی الۡعِزَّةِ وَالۡعَظۡمَةِ وَالۡهَيۡبَةِ
وَالۡقُدۡرَةِ وَالۡكِبۡرِيَآءِ وَالۡجَبَرُوۡتِ
سُبۡـحَـانَ الۡـمَـلِكِ الۡحَيِّ الَّذِیۡ لَايَنَامُ
وَلَايَـمُوۡتُ سُبُّوۡحٌ قُدُّوۡسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ
الۡمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوۡحِ

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۷	لفظ **الله** کے معنیٰ	۱
۹	لفظ **الله** کی خصوصیات	۲
۱۱	ذات الٰہی سے متعلق مسائل	۳
۱۲	خواص اور فوائد	۴
۱۳	ولی اللہ بننے کا وظیفہ	۵
۱۳	صاحب کشف بننے کا وظیفہ	۶
۱۳	عشق الٰہی کا حصول	۷
۱۴	دنیاوی فیوض و برکات کا حصول	۸
۱۴	شفائے امراض	۹
۱۴	یا اللہ کا جامع وظیفہ	۱۰
۱۵	شانِ کبریائی	۱۱
۱۶	نعرۂ تکبیر	۱۲
۱۷	رب تعالیٰ کی خوب بڑائی بیان کریں	۱۳
۱۸	اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا اور عالیشان رتبے والا ہے	۱۴
۲۰	ہدایت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی تکبیر بیان کرنا	۱۵
۲۱	جلالت اور کبریائی	۱۶
۲۱	رب تعالیٰ کی پاکی اور بلندی	۱۷
۲۲	عظمتِ کبریائی	۱۸

نمبرشمار	عنوانات	صفحہ
۱۹	اللہ تعالیٰ زبردست طاقت اورزبردست حکمت والا ہے	۲۷
۲۰	تکبر کی بُرائیاں	۲۹
۲۱	اللہ تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں فرماتا	۲۹
۲۲	اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم لوگ	۳۲
۲۳	ابلیس کا تکبر	۳۲
۲۴	تکبر کفر سے اشد ہے	۳۳
۲۵	حضرت امام غزالی کا مضمون ’بعض قراء کی حالت‘	۳۵
۲۶	تکبر کی حقیقت	۳۶
۲۷	خفیہ تکبر اور زبانی تواضع	۳۷
۲۸	تکبر کے اسباب وعوامل	۳۹
۲۹	اہل تواضع کے ایسے اخلاق وافعال جن میں تواضع وتکبر کا اثر ظاہر ہو	۴۹
۳۰	کبر کا علاج	۵۱
۳۱	فضائل تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ)	۵۶
۳۲	نمازی تکبیر اولی کہتے ہی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے	۵۸
۳۳	تسبیحات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۶۵
۳۴	مسافر کا تکبیر وتسبیح کہنا	۶۹
۳۵	تصدیق الٰہی	۷۰
۳۶	صلوٰۃ التسبیح	۷۲

اللہ جلَّ مجدہ ٗ

اللہ کے معنٰی :

اللہ : ذات باری کا عَـلَـمُ (نام) ہےاور یہ لفظ اُن تمام صفات کا جامع ہے جو متعدد صفاتی ناموں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں۔ رب تعالیٰ کے سارے نام صفاتی ہیں اور ’ اللہ‘ اسم ذات ہے ۔اسی لئے قادر‘ علیم‘ رحیم‘ عزیز‘ حی‘ سمیع وغیرہ مخلوق کو بھی کہہ سکتے ہیں مگر اللہ کسی کو نہیں کہہ سکتے ۔

خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں ۔بعض وہ ہیں جن کی تجلی مخلوق پر نہیں پڑی اور اُن کو کسی معنی سے مخلوق کے لئے استعمال نہیں کر سکتے جیسے واجب الوجود‘ معبود‘ خالق‘ قدیم ۔بعض کے نزدیک رحمٰن بھی اور بعض صفات وہ ہیں جن کی جھلک مخلوق پر ڈالی گی اور مخلوق پر بھی ان کا بول دینا درست ہے جیسے حی‘ سمیع ‘ بصیر‘ مالک‘ عزیز‘ رؤف‘ رحیم ۔۔۔ یہ صفات مجازاً بندے کے لئے بھی بولی جاتی ہیں‘ مگر مخلوق کے لئے ان ناموں کے معنیٰ دوسرے ہی ہوں گے ۔

حق تعالیٰ کے دوسوایک نام دلائل الخیرات شریف میں بیان ہوئے ہیں۔ مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے رب تعالیٰ کے ایک ہزار نام گنائے ہیں۔

لفظ ’ اللہ‘ الہٌ سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہیں سکون اور چین اور قرار چونکہ حق تعالیٰ کے ذکر سے سب کو چین اور قرار آتا ہے اس لئے اس کا نام اللہ ہے ۔ بعض نے فرمایا ہے کہ لفظ ولہٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں حیرانی ۔ چونکہ تمام مخلوق اس کی ذات وصفات میں حیران ہے ۔محرومین تو جہالت کی تاریکیوں میں پھنسے ہیں اور

واصلین الی اللہ بجز تجلیات نورانی کچھ نہ پا سکے اور اس کی حقیقت کو نہ پہنچ سکے۔

حق تعالیٰ کی ذات تمام ممکنات سے بلند و بالا تر ہے اس لئے اس کو اللہ کہا جاتا ہے ۔بعض کہتے ہیں کہ لفظ اللہ **لاہٌ** سے بنا ہے جس کے معنی حجاب کے ہیں (یعنی پردہ) چونکہ حق تعالیٰ کی ذات نظر' خیال' گمان' وہم' عقل' سب سے وراء ہے اس لئے اللہ کہتے ہیں ۔شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔۔

اے برتر از قیاس وخیال وگمان ووہم
وز ہر چہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم

لطف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات زیادتی ظہور کی وجہ سے چھپ گئی اور کمال نور کی وجہ سے نظر نہ آسکی۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرے میں جلوہ آشکار
اس پہ گھونگٹ یہ کہ صورت آجتک نادیدہ ہے

بعض فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ اس **اِلـــہٌ** سے بنا ہے جس کے معنی ہیں عاجزی وزاری کرنا۔ چونکہ تمام بندے اسکی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کرتے ہیں لہذا اُسے اللہ کہتے ہیں کبھی کبھی انسان اسباب پر نظر کر لیتا ہے' لیکن پھر بھی اس کی انتہا مُسبب الاسباب پر ہی ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ لفظ اللہ اس **اَلَـــہٌ** سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گھبرا کر آنا۔ چونکہ تمام مخلوق ہر مصیبت میں آخر کار رب کی طرف پناہ پکڑتی ہے اس لئے اس کا نام اللہ ہے۔ صاحب تفسیر کبیر نے اسی معنی کے ماتحت فرمایا کہ مقروض قرض خواہ کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔لیکن پروردگار ایسا کریم ہے کہ اس کے مقروض بندے اسی کی بارگاہ کی طرف بھاگتے ہیں بلکہ وہ خود بلا رہا ہے۔ فرماتا ہے ﴿**فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ**﴾ (بھاگ کر آؤ اللہ کی طرف) بادشاہ مالدار فقیر سے اپنے دروازے بند کرتے ہیں تاکہ فقیر ہمارے پاس نہ آئیں لیکن رب تعالیٰ وہ غنی ہے

کہ جس کا دروازہ ہر وقت ہر ایک کے لئے کھلا ہے اور تو بھگاتے ہیں مگر وہ اپنے دروازے کی طرف بلاتا ہے۔فرماتا ہے﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (اے بندے !مجھ سے مانگو میں تمہاری بات مانونگا)

حکایت: دو بھائی تھے۔ایک متقی پرہیزگار دوسرا فاسق و بدکار۔جب فاسق مرنے لگا تو متقی بھائی نے کہا' دیکھا تجھے میں نے بہت سمجھایا مگر تو اپنے فسق و فجور سے باز نہ آیا' اب بول تیرا کیا حال ہوگا؟ اس نے جواب دیا' اگر قیامت کے روز میرا رب میرا فیصلہ میری ماں کے سپرد کردے تو بتاؤ کہ ماں مجھے کہاں بھیجے گی؟ دوزخ میں یا جنت میں؟ پرہیزگار بھائی نے کہا' ماں تو واقعی جنت میں بھیجے گی۔ گنہگار نے جواب دیا' میرا رب میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔یہ کہا اور انتقال ہوگیا۔بڑے بھائی نے خواب میں نہایت خوشحال دیکھا۔ مغفرت کی وجہ پوچھی' کہا کہ میری اسی مرتے وقت کی بات نے میرے تمام گناہ بخشوا دیئے۔

ہم گنہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیئے ——— سب گنہ دُھل جائینگے رحمت کا پانی چاہیئے
گنہ گاروں پہ ہنسنے والو نہ یوں کسی کا مذاق اُڑاؤ ——— نہ جانے حصے میں کس کے آئے خدا کی رحمت کا شامیانہ

لفظ اللہ کی خصوصیات:

تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کی تفسیر میں فرمایا کہ لفظ اَللّٰــــہ میں چند خصوصیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لفظ اللہ رب کی ذات پر دلالت کرنے میں حرفوں کا محتاج نہیں۔الف کو گرا دو تو لِلّٰـہ رہتا ہے۔وہ بھی ذات کو بتارہا ہے۔حق تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلِلّٰـهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ اگر اسکا پہلا لام بھی گرادو تو لہ کی شکل پر رہتا ہے یہ بھی اسی ذات کو بتارہا ہے فرماتا ہے ﴿لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ﴾۔ اگر دوسرا لام بھی گرادیں تو فقط ہُ باقی رہتا ہے۔وہ بھی ذات کو بتارہا ہے ﴿لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾

جس طرح سے کہ اس کا نام حروف کا محتاج نہیں ایسے ہی اس کی ذات کسی کی محتاج نہیں ۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسماء خاص خاص صفتوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن لفظ اللہ ساری صفتوں پر' جس نے اللہ کہہ کر پکار لیا اس نے گویا ساری صفتوں سے پکارا کیونکہ اللہ وہی ہے جس میں ساری صفتیں موجود ہوں ۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کلمہ طیّبہ میں لفظ اللہ ہی داخل ہے جس کو پڑھ کر کافر مومن بنتا ہے ۔اگر کوئی **لاالہ الا الرحمن** کہہ دے یا اس کے دیگر سارے اسموں سے کلمہ پڑھ لے مومن نہ ہوگا ۔مگر **لآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ** ُ کہتے ہی دولتِ ایمان سے مالا مال ہو جاتا ہے ۔ لفظ محمد میں قریب قریب یہ ساری خصوصیتں موجود ہیں اور اس میں بہت عجیب عجیب نکات موجود ہیں لیکن یہاں اس کے بیان کا موقع نہیں صرف ایک نکتہ عرض کرتا ہوں ۔ لفظ اللہ بولو تو ہونٹ ملتے نہیں ۔مگر لفظ 'محمدٗ' کے بولتے ہی نیچے کا ہونٹ اُوپر والے سے دوبارہ مل جاتا ہے ۔معلوم ہوا کہ ان کا نام نیچوں کو اوپر والے سے ملانے والا ہے اور ان کی ذات مخلوق کو خالق سے ملانے والی ہے ۔تو ان کا نام انکے کام بتا رہا ہے ﷺ ۔ (تفسیر نعیمی)

تیری ذات تجھ سے ہے اے خدا تیری شان جلّ جلالہ'

نہیں تجھ سا کوئی تیرے سوا تیری شان جلّ جلالہ'

اے اللہ ! تیرا نام اللہ ہے جو تیرے سوا کسی اور کے لئے نہیں اور یہ صرف تیرے لئے ہی ہے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی اللہ ہو سکتا نہیں ۔ ۔ تیرا نام اسم اعظم ہے اور لفظ اللہ کا ایک ایک حرف کامل ہے اور تیری ذات پر دلالت کرتا ہے ۔ ۔اللہ وہ ہے کہ جسے روز ازل میں ہر روح نے مانا کہ تو ہمارا اللہ ہے ۔ ۔اے اللہ ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیرا طالب ہے اور تو اس کا مطلوب ہے کوئی تجھے کسی نہ کسی رنگ میں اپنا محبوب بنائے بیٹھا ہے ۔ ۔ اے اللہ ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیری تلاش

میں شام وسحر سرگرداں ہے۔۔ اے اللہ! تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ ہر بندے کی منزل تو ہی ہے ہم تیرے ہیں اور تو ہمارا ہے۔۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ تجھے اللہ کہنے سے دل سکون کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا سکون پاتا ہے جو تیرے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتا ۔۔اے اللہ! جسے تو نے چاہا اپنی معرفت سے مالا مال کر دیا۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تیرا نام لینے سے دلِ بے قرار قرار پاتا ہے ہر دل تیرا شیدا ہے ہر روح تجھ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے تیری شان اعلیٰ ہے اتنا حسین و جمیل ہے ہمارے فہم وادراک سے بلند وبالا ہے۔۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تو ہمارا معبود اور ہم تیرے بندے ہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔ ہر چیز تیری تسبیح خواں ہے اور ہر چیز تیری بارگاہ ہی میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔۔اللہ وہ ہے جو احد اور واحد ہے اس کی ذات میں کوئی دوسرا اُس کا شریک نہیں۔ وہ کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے ہر شئے کا رب اور ہر شئے کا مالک ہے۔۔اللہ وہ ہے کہ زمین و آسمان کے خزانے اسی کے قبضہ میں ہیں کیونکہ وہ ارض وسماء کا مالک ہے۔۔اللہ وہ ہے جو ہمارے دلوں کی چُھپی ہوئی چیزوں اور سینوں میں ڈھکے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو تحت الثریٰ اور فوق ثریا تک کی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں بدلتا ہے۔۔۔اللہ وہ ہے جو آسمانوں سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو خاکی بندوں کو اپنے نوری ملائکہ سے بڑھ کر شان عطا فرما دیتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو سالکوں کو راہ حق دکھاتا ہے اور طالبوں کی طلب پوری کرتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو اپنی رحمت سے ہر چیز کو پال رہا ہے اور اپنے رحم سے اپنے بندوں پر فضل وکرم کی بارش کرتا ہے۔۔اللہ وہ ہے کہ اپنے ملک میں جیسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے عزت چھین لیتا ہے جسے وہ عطا فرمائے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ چھینے اُسے

کوئی دے نہیں سکتا۔ وہ اپنے ملک کی ہر چیز کا مالک ہونے کے ساتھ محافظ بھی ہے ۔۔ اللہ وہ ہے کہ جب کسی چیز کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے ' کُــنْ ' تو پس وہ اسی وقت جس طرح چاہتا ہے ہو جاتی ہے۔

مسائل :

(۱) اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا ممنوع اور ناجائز ہے۔

(۲) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بڈھو (بوڑھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(۳) کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڑھا ہے مرتا نہیں' اس کے لئے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بھول گئے ہیں۔

(۴) جن لوگوں کا نام عبدالخالق' عبدالرزاق' عبدالرحمٰن' عبدالغفار' عبدالقیوم' عبداللہ ہے ان کو خالق' رزاق' غفار' قیوم' اللہ...... وغیرہ کہہ کر پکارنا حرام ہے

(۵) اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن وحدیث میں نہ آیا ہو یہ بھی ناجائز ہے جیسے کہ سخی یا رفیق کہنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں یعنی شرع میں موقوف۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ایسا نام مقرر کرنا جو اُس کے مرتبے سے فروتر ہوں یا جن سے عیوب ونقائص اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں جائز نہیں۔مثلاً اُسے رام یا پرماتما کہنا۔اسی طرح اس پر ایسے ناموں کا اطلاق جائز نہیں جن کے معنیٰ معلوم نہیں ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جلال الٰہی کے لائق ہیں یا نہیں (خزائن العرفان)

خواص اور فوائد : اللہ تعالیٰ کے صفات وافعال بہت ہیں اس لئے اس کے نام بھی بہت ہیں' نیز اُس کے بندوں کی حاجتیں بھی بہت ہیں' لہذا رب تعالیٰ کے نام بھی بہت ہیں کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اُسے پکارے۔

بیمار پکارے **یا شافی الامراض** ۔گنہگار پکارے **یا غفار**' بدکار پکار **یا ستار** وغیرہ' خیال رہے کہ جتنے نام رب تعالیٰ کے ہیں اتنے ہی نام رسول اللہ ﷺ کے بھی ہیں جیسا کہ کتب تصوف دیکھنے والوں پر ظاہر ہے خدائے قدوس کا کمال مصطفیٰ کے جمال میں نظر آتا ہے ...... حضور ﷺ کی ذات مظہر ذات ذوالجلال ہے۔

اسمائے حسنیٰ کا عمل کرتے وقت اس اسم کے لفظ اور ترجمہ پر پوری توجہ رکھیں تا کہ عمل میں جلد سے جلد کامیابی ہو جس نام کا عمل شروع کریں اس کو **یا** کے ساتھ پڑھیں جیسے **یاحَیٌ' یا قیوُّم' یا رشید' یاصبور** وغیرہ۔اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے علاوہ بھی سینکڑوں نام ہیں مگر یہ مشہور نام لکھے ہیں جن کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے ان کے علاوہ بہت سے مشہور اسمائے حسنیٰ ہیں مثلاً **الـرب' الستار الغافر' المقیت**۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اس کے خزانوں میں سے کسی خزانہ کی کنجی ہوا کرتا ہے جب کوئی شخص کسی اسم الٰہی کا ورد کرتا ہے تو اس شخص کی روح اور اس اسم میں ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ بندے کو ذات خداوندی کے قریب کر دیتی ہے اس وقت اس بندہ پر انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے اور حسب استعداد وہ فیضان حاصل کرتا ہے (روح البیان)

اسم '**اَللّٰہ**' چونکہ اسم اعظم ہے اس لئے اس کا ورد تمام اسرار و رموز کا خزانہ ہے ہر قسم کے فیوض و برکات کا منبع ہے اس لئے جو اس اسم کا ہمیشہ ورد کرے اسے دین و دنیا میں کسی چیز میں کمی نہ رہے گی یہ اسم جمال کا مظہر ہے۔ لفظ اللہ قرآن مجید میں ۲۳۶۰ مرتبہ آیا ہے۔اس کے خواص اور فوائد بے پناہ ہیں۔

ولی اللہ بننے کا وظیفہ:

اللہ تعالیٰ کا دوست بننے کے لئے لفظ **اللہ** کا وظیفہ لازم ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں' اس اسم کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے دوستی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور پڑھنے والا ولی اللہ بن جاتا ہے کیونکہ جس کسی کو جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ کے نام کی بدولت ہی ملا۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ اس اسم کو گیارہ ہزار مرتبہ صبح اور گیارہ ہزار مرتبہ شام پڑھے اور کم از کم سات سال تک پڑھے۔ اگر گن کر نہ پڑھ سکتا ہو تو ایک گھنٹہ فجر کی نماز سے پہلے اور ایک گھنٹہ فجر کی نماز کے بعد' ایک گھنٹہ مغرب کی نماز کے بعد اور ایک گھنٹہ عشاء کی نماز کے بعد سانس کے ساتھ پڑھے۔ ان شآءاللہ باطن کھل جائے گا' روحانیت حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شمار ہو جائے گا۔

صاحب کشف بننے کا وظیفہ:

لفظ '**اللہ**' صاحب کشف بننے کے لئے بھی بہت ہی مؤثر ہے۔ لہٰذا جو شخص صاحبِ کشف بننا چاہے وہ ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام کے بعد تصور کے ساتھ '**اللہ**' پڑھے اگر ہلکی سی آواز کے ساتھ پڑھے تو زیادہ مناسب ہے اور جب تصور قائم ہو جائے تو دل میں پڑھے اور دل پر ضرب لگائے ان شآءاللہ سال بھر اسی طرح پڑھنے سے صاحبِ کشف بن جائے گا اور اس پر باطن کے اسرار اور موزعیاں ہوں گے۔

عشقِ الٰہی کا حصول:

جو شخص لفظ '**اللہ**' ایک ہزار مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے لگے تو اس کا دل دُنیا سے متنفر ہو جائے گا اور یادِ الٰہی کی طرف خوب مائل ہوگا۔ نماز اور نوافل پڑھنے کو دل

بہت چاہے گا' یعنی اس اسم کو پڑھنے سے دل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خوب لگتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل ہوگا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کا ایمان بیحد مضبوط ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جینے لگتا ہے اور اس کے دل سے دنیا کی محبت کم ہو جائے گی۔ بہر کیف جو خلوص دل سے اس کا نام لینے لگتا ہے وہ اس کا بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔

دُنیاوی فیوض و برکات کا حصول :

جو شخص اُٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے کثرت سے **'اللہ'** پڑھے' یعنی جب یاد آیا اسی وقت اللہ تعالیٰ کے لفظ کا ذکر شروع کر دیا تو اسے دنیاوی لحاظ سے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔ اگر ایک ہزار مرتبہ گن کر بعد نماز فجر اور ایک ہزار مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھنے کا معمول بنا لے تو وہ مستجاب الدعوات بن جائیگا اس کی ہر دُعا قبول ہوگی بشرطیکہ ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اگر کوئی کام رک گیا ہو تو اس اسم کو چالیس دن میں سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں' رُکا کام ہو جائے گا۔ اگر کوئی دلی خواہش یا حاجت در پیش ہو تو وہ بھی باذن اللہ پوری ہو جائے گی غرضیکہ لفظ **اللہ** پڑھنے سے دنیا کے ہر کام میں برکت پیدا ہوگی اور پریشانیاں ختم ہوں گی۔

شفائے امراض :

لفظ **اللہ** شفائے امراض کے لئے بہت مئوثر ہے اگر کسی شخص کو کسی مرض سے شفا حاصل نہ ہوتی ہو تو اس کے ورثاء اس اسم کو سوا لاکھ مرتبہ مل کر پڑھیں اور پانی پر دم کر کے اسے پلائیں ان شآءاللہ شفا حاصل ہوگی۔ اگر عمر ختم ہونے پر ہو تو خاتمہ بالایمان ہوگا۔

یا اللہ کا جامع وظیفہ :

یہ وظیفہ **'یا اللہ'** کا جامع وظیفہ ہے اور یہ قضائے حاجات اور تسخیر مخلوق کے لئے

بہت مجرب ہے۔اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس وظیفہ کو ۴۴۴۴ مرتبہ چالیس دن تک پڑھیں ان شآءاللہ ہر جائز خواہش پوری ہوگی اور لوگوں میں بے پناہ مقبولیت ہوگی ۔جس کسی سے کوئی کام یا واسطہ پڑے گا وہ بے لوث کام کر دے گا۔اگر کوئی کثرت سے پڑھتا رہے تو ہمیشہ تندرست رہے گا اور لوگ اسے عزت سے پیش آئیں گے۔

یَـا اَللّٰـهُ الْـمَحْمُوْدُ فِیْ کُلِّ فِعَالِهٖ یَا اَللّٰه (اے اللہ تو اپنے ہر کام میں تعریف کیا گیا ہے اے اللہ)

جو شخص بلاناغہ **یَـا اَللّٰـهُ یَا ھُوَ** ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ صاحبِ یقین ہوگا اس اسم کی کثرت سے شکوک وشبہات دور ہوں گے۔اگر لاعلاج مریض ہو تو اس وظیفہ کی بدولت ان شآءاللہ تعالیٰ مکمل صحت حاصل ہوگی۔نماز جمعہ سے پہلے ایک سو مرتبہ پڑھنے سے تمام امور آسان ہو جائیں گے۔

شانِ کبریائی

ساری کبریائی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔تکبر کے معنیٰ ہیں انتہائی بڑائی، یعنی مخلوق کے خیال وگمان سے وراء۔بندہ متکبر وہ کہلاتا ہے جو بڑا نہ ہو، اور اپنے کو بڑا جانے یعنی شیخی خور۔ **اَلْمُتَکَبِّرُ** وہ جس کی عظمت وکبریائی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہو۔اللہ تعالیٰ کے لئے متکبر ہونا صفت ہے لیکن مخلوق کے لئے یہ مذمت کا سبب ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے جو ان کو اوڑھنے کی کوشش کرے گا میں اس کی کمر توڑ دوں گا اور اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔ (بخاری شریف)

ایک حدیث قدسی یہ ہے جس کو ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں مسند احمد، ابوداؤد وابن ماجہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے:

اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَ عَنِّیْ رِدَائِیْ قَصَمْتُه‘ کبرائی (بڑائی) میری چادر ہے جواس میں گھسنے کی کوشش کرے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔

ہر بڑائی درحقیقت اللہ جل شانہ کے لئے مخصوص ہے جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں' اور جو محتاج ہو وہ بڑا نہیں ہوسکتا' اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لئے یہ لفظ عیب اور گناہ ہے کیونکہ حقیقت میں بڑائی حاصل نہ ہونے کے باوجود بڑائی کا دعویٰ جھوٹا ہے اور وہ ذات جو حقیقت میں سب سے بڑی اور بے نیاز ہے اس کی خاص صفت میں شرکت کا دعویٰ ہے اس لئے متکبر کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے صفت کمال ہے اور غیر اللہ کے لئے جھوٹا دعویٰ۔

بندے کا کمال عجز وانکساری ہے۔ ہاں رب تعالیٰ کے شکر کے لئے اس کی نعمتیں ظاہر کرنا تکبر نہیں بلکہ شکر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ اور اپنے ربِّ کریم کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو فضل وکرم فرمائے اس کا ذکر اور اس کا اظہار بھی شکر ہے والتحديث بنعم الله والاعتراف بها الشكر (قرطبی)

نعرۂ تکبیر:

اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا' اس کی بلندی اور عظمت کا اقرار کرنا جس کا مصداق اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا بیان بہت سی آیات میں وارد ہوا ہے جن میں سے چند آیات ذکر کی جاتی ہیں۔

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرة) اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اُس نے تم کو ہدایت فرمائی اور تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

رب تعالیٰ کی نعمت ملنے پر تکبیریں کہنا خوشی منانا شکریہ ادا کرنا بہت بہتر ہے جیسا

کہ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰه﴾ سے معلوم ہوا۔حضور نبی کریم ﷺ بھی رمضان المبارک کی آمد پرصحابہ کرام کومبارک باداورخوشخبری دیتے تھےاس جگہ روح البیان میں ہے کہ خوشی پر مبارک باد دینا حدیث سے ثابت ہے۔ لہذا شب ولادت مصطفیٰ ﷺ میں ہر جائز خوشی منانا بہت ثواب ہے۔

نمازعیداوراس میں زائد تکبیرات کا ہونا عیدگاہ کے راستہ میں تکبیریں کہتے ہوئے جانا اسی آیت سے ثابت ہے بلکہ تفسیر کبیر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا کہ عید کا چاند دیکھ کرتکبیریں کہنا اورعید کی شب میں بھی تکبیریں کہنا بہتر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عید کے تمام دن تکبیریں کہی جائیں۔

خوشی پرنعرۂ تکبیر لگانا بہتر ہےاوراس آیت سے ثابت ہے' نیزمسلم شریف کے اخیر میں حدیث ہجرت ہے جس میں ارشاد ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر انصار بازاروں میں **یا محمد یا رسول الله** کے نعرے لگاتے پھرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی خوب بڑائی بیان کریں:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل)

اورآپ فرمایئے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نہیں بنایا (کسی کو اپنا) بیٹا اورنہیں ہے جس کا کوئی شریک حکومت وفرمانروائی میں اورنہیں ہےاس کا کوئی مددگار درماندگی میں اوراس کی بڑائی بیان کروکمال درجہ کی بڑائی۔۔

بلاشبہ وہ ذات پاک جوتمام صفات کمال سے موصوف ہےاورتمام عیوب ونقائض سے منزہ ہےاسی کے لئے ہرطرح کی تعریف زیبا ہےاس آیت میں ہرقسم کے مشرکانہ عقائد کی پرزُور تردید کردی۔

اے حبیب ﷺ اپنے رب کی خوب تکبیر (بڑائی بیان) کیجئے۔رب تعالیٰ کی

کبریائی اس شان سے بیان فرماؤ کہ نماز میں، خارج نماز میں، بلکہ اٹھتے بیٹھتے، سفر حضر، جنگ وامن، میں بیان کرو ۔۔۔۔ تاکہ تا قیامت سارے جہانوں زمانوں کو پتہ لگ جائے کہ اس طرح رب تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے یہ وہ حمد ہے وہ ثنا ہے جس میں کوئی بھی شامل نہیں ہوسکتا۔ نہ ذاتی نہ عطائی، نہ اپنا نہ پرایا۔ تکبیر کی شان صرف مولیٰ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ دنیا میں بادشاہت وزارت امارت حاکمیت مالکیت کا لقب تو کسی غیر کو بھی مل جاتا ہے اور دیا جا سکتا ہے مگر شان کبریائی اور سب سے بڑا ہونے کا دعویدار کوئی نہیں ۔ یہ حمد بھی ہے، تنزیہہ بھی ہے، جلال کا متقاضی بھی، ہیبت ورُعب کو ظاہر کرنے والا بھی، جب بندہ تکبیر الٰہیہ کا ورد کرتا ہے تو دل کی گہرائیوں میں کائنات مخلوق کے عجز کا حقیقی احساس ہوتا ہے۔

مسئلہ : نماز کی تکبیر تحریم یعنی پہلی تکبیر فرض ہے کیونکہ نماز کے طریقہ ادا کے ذکر کے بعد **كَبِّرْهُ، تَكْبِيْرًا** فرمایا گیا جس سے نماز کے ابتداء کرنے کا طریقہ ظاہر ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی عبدالمطلب میں جب کوئی بچہ زبان کھولنے کے قابل ہو جاتا تو اس کو آپ یہ آیت سکھا دیتے تھے ﴿**وَقُلِ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا**﴾ (مظہری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا اس طرح کہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا آپ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو بہت شکستہ حال اور پریشان تھا آپ نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہوگیا۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ بیماری اور تنگدستی نے یہ حال کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات بتلاتا ہوں وہ پڑھو گے جو تمہاری بیماری اور تنگدستی جاتی رہے گی وہ کلمات یہ ہے: **توکلت علی حی الذی لایموت الحمدلله الذی لم یتخذولد**

اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر آپ اُس طرف تشریف لے گئے تو اس کو اچھے حال میں پایا۔ آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اس نے عرض کیا کہ جب سے آپ نے مجھے یہ کلمات بتلائے تھے میں پابندی سے اُن کو پڑھتا ہوں۔ (مظہری)

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور عالیشان رتبے والا ہے :

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ﴾ (رعد/۹) وہ تمام پوشیدہ اور ظاہری چیزوں کا جاننے والا ہے (سب سے) بڑا ہے اور عالیشان رُتبہ والا ہے۔

کبیر وہ ہے جو سب سے بڑا ہو اور ہر چیز اس کے نیچے ہو۔ متعال کا مفہوم ہے کہ جو اپنی قدرت اور طاقت کے باعث ہر چز پر غالب ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی غالب اور حاضر، معدوم وموجود، پوشیدا اور ظاہر کو، ہر وقت ہر کیفیت اور ہر طرح جاننے والا ہے کہ کون بچہ کب اور کس حالت میں پیدا ہوگا۔ عالم ارواح کے غائبوں کو اور علم دنیا کے حاضروں کو جانتا ہے۔ یا رحم کے غائبوں کو اور ولادت کے حاضروں کو، یا نطفوں کے غائب کو اور بطن مادر میں آکر حاضر ہونے والوں کو، یا مرے ہوئے نعش کے حاضروں کو اور مٹی بن کر ذرّے اڑ جانے کے بعد غائبوں کو جانتا ہے کہ کونسا جسم ذرّے بن کر کہاں کہاں پڑا ہے۔ اس کے لئے ان ذروں کو جمع کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اہل دنیا کے تو فقط اندازے اور تخمینے ہی ہیں یہ غلط بھی ہو سکتے ہیں بلکہ اکثر غلط ہی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسا کبیر ہے کہ کوئی چیز کائنات دہر میں اس کے علم سے باہر نہیں اور متعال ایسا ہے کہ کوئی چیز اس کی قدرت سے جُدا نہیں۔ حکماء فرماتے ہیں کہ ہر جاندار میں ولادت سے آدھی مدت پہلے جان پڑ جاتی ہے مثلاً چھ ماہا حمل میں تین ماہ بعد جان پڑے گی۔۔ اور نو ماہا حمل میں چار ماہ پندرہ دن میں جان پڑے گی جان اس وقت پڑے گی جب اعضاء مکمل ہو جاتے ہیں خواہ ناقص بچہ ہو یا کامل کمزور یا صحت مند۔

جان پڑتے ہی بچہ پیٹ میں اچھلنے حرکت کرنے لگتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

الکبیر کے معنیٰ بڑا اور متعال کے معنیٰ بالا و بلند' مُراد اُن دونوں لفظوں سے یہ ہے وہ مخلوقات کی صفات سے بالا و بلند اور اکبر ہے۔ کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے اجمالی طور پر بڑائی اور کبریائی کا تو اقرار کرتے تھے مگر اپنے تصور فہم سے اللہ تعالیٰ کو بھی عام انسانوں پر قیاس کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی صفات ثابت کرتے تھے جو اس کی شان سے بہت بعید ہیں جیسے یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کیا ۔کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کی طرح جسم اور اعضا ثابت کئے' کسی نے جہت اور سمت کو ثابت کیا حالانکہ وہ ان تمام حالات وصفات سے بالا و بلند اور منزہ ہے قرآن کریم نے ان کی بیان کردہ صفات سے براءت کے لئے بار بار فرمایا ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ یعنی پاک ہے اللہ تعالیٰ اُن صفات سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

ہدایت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی تکبیر بیان کرنا:

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (ج/۳۷)

نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو اُن کے گوشت اور نہ اُن کے خون' البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تک تقویٰ تمھاری طرف سے' اسی طرح اللہ جل شانہٗ نے (قربانی کے جانوروں کو) تمہارے لئے مسخر کر دیا تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تم کو ہدایت کی (اور قربانی کرنے کی توفیق دی) اور اے حبیب ﷺ اخلاص والوں کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کی) خوشخبری سنا دیجیے۔

کفار جب قربانی کے جانور ذبح کرتے تو ان کا خون کعبۃ اللہ کی دیواروں پر

مل دیتے اور گوشت اپنے بتوں کے پاس لاکر رکھ دیتے اور خیال کرتے کہ جب تک ایسا نہ کیا جائے ہماری قربانی مقبول نہیں ہوتی۔اس آیت میں مسلمانوں کو یہ بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کوتمہاری قربانی کے جانوروں کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں کہ تم اسے اٹھاؤ اور کعبۃ اللہ کی دیواروں پر مل کرانھیں آلودہ کر دو۔اس کی جناب میں تمہارا اخلاص اور تقویٰ شرف قبولیت حاصل کرے گا تمہارے دل میں جتنا خلوص زیادہ ہوگا تمہارے عمل پر تقویٰ کا رنگ جتنا زیادہ ہوگا اتنی ہی اس کی مقبولیت زیادہ ہوگی۔

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰـهَ لُحُوْمُهَا﴾ میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ قربانی جو ایک عظیم عبادت ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا نہ وہ مقصود قربانی ہے بلکہ مقصود اصلی اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور حکم ربی کی بجا آواری دلی اخلاص کے ساتھ ہے۔ یہی حکم دوسری تمام عبادت کا ہے کہ نماز کی نشت و برخاست' روزہ میں بھوکا پیاسا رہنا اصل مقصود نہیں بلکہ مقصود اصلی دلی اخلاص ومحبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل ہے۔ اگر یہ عبادات اس اخلاص ومحبت سے خالی ہیں تو صرف صورت اور ڈھانچہ ہے روح غائب ہے مگر عبادت کی شرعی صورت اور ڈھانچہ بھی اس لئے ضروری ہے کہ حکم ربانی کی تعمیل کے لئے اس کی طرف سے یہ صورتیں متعین فرمادی گی ہیں۔۔واللہ اعلم۔

ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تم کو ہدایت کی۔

جلالت اور کبریائی:

﴿وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ (حج/٦٣۔لقمان/٣٠)

اور بے شک اللہ جل شانہ ہی عالیشان اور بڑائی والا ہے

اللہ تعالیٰ کا علم محیط' قدرت کاملہ آفرینش عالم میں اس کی حکمت بالغہ کی جلوہ طرازیاں اس

بات کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حق ہے اس کی قدرت ہے اس کی کبریائی اور عظمت حق ہے وہی اور صرف وہی معبود برحق ہے اس کے علاوہ وہ جسے خدا سمجھ کر پکارتے ہیں یا جس کی عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل لچر ہیں (کہ وہ خود اپنے وجود میں محتاج بھی ہیں کمزور بھی۔ وہ کیا اللہ تعالیٰ کی مزاحمت کر سکتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی عالیشان سب سے بڑا ہے۔ (اس میں غور کرنے سے توحید کا حق ہونا اور شرک کا باطل ہونا ہر شخص سمجھ سکتا ہے)

﴿ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِيۡرًا﴾ (بنی اسرائیل/۴۳)

وہ پاک ہے اور وہ بہت برتر و بالا ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

یعنی رب کے لئے شریک ماننا' اسے کمزور وضعیف ماننا ہے دوسروں کو مدد کے لئے وہ شریک کرتا ہے جو خود کام نہ کر سکے اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور خدا بھی ہوتے تو کبھی نہ کبھی ان کی رائے اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ٹکراتی اور وہ انتہائی کوشش کرتے کہ اپنی خدائی کی لاج رکھنے کے لئے آپس میں مل کر وہ ایک متحدہ محاذ بنا کر عرش کے مالک پر چڑھائی کر دیں اور اسے مغلوب کر دیں تا کہ وہ ان کی مخالفت نہ کر سکے۔ لیکن ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ تو پھر وہ تمھارے خدا کہاں چھپے بیٹھے ہیں ان کی قوت وشوکت کا کوئی ایک مظاہرہ ہی ہمیں دکھا دو اور اگر نہیں دکھا سکتے تو پھر ایسے بے بسوں کو اپنا خدا تسلیم کرنا کتنی نادانی اور لغویت ہے۔ کتنا عام فہم اور حقیقت افروز بیان ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت برتر و بالا ہے۔

عظمت کبریائی:

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّر﴾ (حشر/۲۳)

اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ' نہایت مقدس' سلامت رکھنے

والا' ایمان بخشنے والا' نگہبان' عزت والا' ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا' متکبر (بڑائی والا) ہے

اللہ تعالیٰ یکتا' چھپی ہوئی اور ظاہر چیز کا جاننے والا' بہت مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والا' بادشاہ' نہایت مقدس' سلامت رکھنے والا' امان بخشنے والا' نگہبان' عزت والا' ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا' متکبر (جس کی عظمت و کبریائی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہو)۔ ان صفات و کمالات سے متصف ہے جن کو احمقوں نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ کیا ان میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں یا ان میں سے کوئی ایک خوبی پائی جاتی ہے جب ان کمالات کا ان میں شائبہ تک نہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا کتنی بڑی حماقت ہے اس لئے آخر میں فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان معبودان باطل سے پاک ہے جنھیں یہ نادان اس کا شریک بناتے ہیں۔

ترمذی میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کے وقت تین مرتبہ **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم** اور اس کے بعد تین مرتبہ سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں ﴿**هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۚ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۚ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ**﴾ (الحشر/۲۲۔۲۴)

(اللہ وہ تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا' وہی بہت مہربان' ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ' نہایت مقدس' سلامت رکھنے والا' ایمان بخشنے والا' نگہبان' عزت والا' ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا' متکبر ہے پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں وہی اللہ سب کا خالق' سب کو پیدا کرنے والا' (سب کی مناسب) صورت بنانے والا' سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا' حکمت والا ہے)

پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اگر اس دن وہ مر گیا تو شہادت کی موت حاصل ہوگی اور جس نے شام کو یہی

کلمات تیں مرتبہ پڑھ لئے تو یہی درجہ اس کو حاصل ہوگا (مظہری)

﴿فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرُ﴾ (مومن /۱۲) پس حکم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو عالی شان ہے بڑے رتبہ والا ہے۔ پس حکم کا اختیار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو برتر اور بزرگ ہے تمھارے متعلق فیصلہ کرنے کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

جو لوگ کافر ہوئے (وہ سب دوزخ میں جا کر اپنے شرک وکفر اختیار کرنے پر حسرت و افسوس کریں گے اور خود ان کو اپنے سے سخت نفرت ہوگی یہاں تک غصہ کے مارے اپنے انگلیاں کاٹ کر کھائیں گے جیسا کہ درمنثور میں حضرت حسن سے روایت ہے اُس وقت) اُن کو پکارا جائے گا کہ جیسا تم کو (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو تم سے نفرت تھی جب کہ تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بُلائے جاتے تھے پھر (بُلانے کے بعد) تم نہیں مانا کرتے تھے (مقصود اس سے ان کی حسرت وندامت میں اور زیادتی کرنا ہے) وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم جو دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا کرتے تھے اب ہم کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی چنانچہ دیکھ لیا۔ آپ نے ہم کو دومرتبہ مردہ رکھا (ایک مرتبہ پیدائش سے پہلے کہ ہم بے جان مادہ کی صورت میں تھے اور دوسری مرتبہ اس عالم میں آنے اور زندہ ہونے کے بعد متعارف موت سے مردہ ہوئے) اور دومرتبہ زندگی دی (ایک دنیا کی اور دوسری آخرت کی زندگی یہ چار حالتیں ہیں جن میں انکار تو صرف ایک آخرت کی زندگی کا تھا مگر باقی تین حالتوں کا ذکر اس لئے کر دیا کہ وہ یقینی تھیں اور اس اقرار کا مقصد یہ تھا کہ اب چوتھی قسم بھی پہلی تین کی طرح یقینی ہوگئی) سو ہم اپنی خطاؤں کا (جن میں اصل مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار تھا باقی سب اس کی فروع تھیں اقرار کرتے ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے کہ دنیا میں پھر جا کر ان خطاؤں کا تدارک کریں ۔ جواب میں ارشاد ہوگا کہ تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا اور) وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا تھا (یعنی توحید کا ذکر ہوتا تھا) تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے اس لئے یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا (کیا ہوا) ہے جو عالیشان (اور) بڑے مرتبے والا ہے (یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ کے علو وکبریاء کے اعتبار سے یہ جرم عظیم تھا اس لئے فیصلہ میں سزا بھی عظیم ہوگی یعنی

﴿حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ قَالُوۡا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمۡ ؕ قَالُوا الۡحَقَّ ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡكَبِیۡرُ﴾ (سبا/۲۳)

(جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے تو وہ خوف کے مارے گھبرا جاتے ہیں) یہاں تک کہ جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ پروردگار کا کیا حکم ہے وہ کہتے ہیں حق بات کا حکم ہوا واقعی وہ عالی شان اور بڑے مرتبہ والا ہے

حکم ربانی کے نزول کے وقت فرشتوں کے مدہوش ہو جانے پھر آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ پاچھ کرنے کا ذکر ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم نافذ فرماتا ہے تو سب فرشتے خشوع وخضوع سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں (اور مدہوش جیسے ہو جاتے ہیں) جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اور ہیبت وجلال کا وہ اثر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ فلاں حکم حق ارشاد فرمایا ہے (صحیح بخاری)

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی صحابی سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کوئی حکم دیتا تو عرش کے اُٹھانے والے فرشتے تسبیح کرنے لگتے ہیں اُن کی تسبیح کو سُن کر اُن کے قریب والے آسمان کے فرشتے تسبیح پڑھنے لگتے ہیں یہاں تک کہ نوبت سماء دنیا (نیچے کے آسمان) تک پہونچ جاتی ہے (اور سب آسمانوں کے فرشتے تسبیح میں مشغول ہو جاتے ہیں) پھر وہ فرشتے جو عرش کے قریب ہیں اُن سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا۔ وہ بتلا دیتے ہیں پھر اسی طرح ان سے نیچے کے آسمان والے اوپر والوں سے یہی سوال کرتے ہیں یہاں تک کہ سوال وجواب کا یہ سلسلہ سماء دنیا تک پہونچ جاتا ہے (مظہری)

قیامت کے دن جنہیں اذن شفاعت ملے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر رہے ہونگے اُن کے دل گھبرا رہے ہوں گے کہ دیکھیے اُن کے ساتھ آج کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

اور جب مولا کریم اپنے فضل وکرم سے انہیں اذن شفاعت بخشے گا اور یہ خوف وہراس دُور ہوگا۔ اس وقت وہ ایک دوسرے سے اطمینان کے لئے پوچھیں گے کہ پروردگار نے کیا فرمایا۔ دوسرے انہیں بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بات فرمائی ہے جو عین حق ہے یعنی اس نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اہل ایمان گنہگاروں کی شفاعت کرو۔ واقعی اس کی شان سب سے اعلیٰ وارفع ہے اور وہ بہت بڑا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۔ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ (المدثر/۳)

اے چادر لپیٹنے والے اُٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجیئے۔

اس دعوت کے مخاطب اگرچہ سارے انسان ہیں لیکن اولین مخاطب اہل مکہ اور قریش تھے جو صدیوں سے شرک کو قبول کر چکے تھے۔ مُشرکانہ عقیدے اُن کے قلوب واذہان میں رچ بس چکے تھے۔ مزید یہ کہ انھیں اپنی برتری کا ایک انوکھا احساس تھا وہ کسی کو خاطر میں ہی نہ لاتے تھے سب سے بڑے معزز، سب سے زیادہ عقلمند، سب سے بڑھ کر دوراندیش وہ خود تھے۔ مزید طرہ یہ کہ وہ کعبہ کے مجاور تھے۔ مذہبی رسوم اور دین کے جملہ حقوق انہی کے نام محفوظ تھے اس لئے ان کو خدا کے عذاب سے ڈرانا یا دعوت حق دنیا کوئی آسان کام نہ تھا ان کے دلوں کی پتھریلی اور سنگلاخ زمین میں ایمان کی تخم ریزی بڑا دشوار مرحلہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فرماتے ہیں کہ اپنے رب کی بڑائی کا عقیدہ بھی رکھو اور اعلان بھی کردو۔ جب آپ کا یہ عقیدہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے تو پھر دوسرے بڑوں کی آپ کو پروا نہیں رہے گی۔ ٹھیک ہے یہ لوگ بڑے ہوں گے لیکن اُن کی بڑائی چند میلوں اور چند دنوں تک ہے اور آپ کے رب کی بڑائی کا پرچم بحر و بر، دشت وجبل، عرش وفرش پر ازل سے لہرا رہا ہے اور ابد تک لہراتا رہے گا۔ آپ ان فانی بڑوں کی پروا مت کریں۔ ان کا جتنا جی چاہے آپ کے راستوں میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کردیں، آپ کا رب جو حقیقی بڑا ہے وہ انھیں رائی بنا کر اُڑا دے گا۔ دل میں اُس کی کبریائی کا عقیدہ اور زبان سے اس کی کبریائی کا اعلان یہی تو وہ فریضہ ہے جو آپ کو ادا کرنا ہے۔ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** سے نماز کا افتتاح اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔ قول سے بھی، عمل سے بھی۔ لفظ رب اس جگہ اس لئے اختیار کیا گیا کہ یہ خود علت اس حکم کی ہے کہ جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے صرف وہی ہر بڑائی اور کبریائی کا مستحق ہے تکبیر کے لفظی معنیٰ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کے بھی آتے ہیں جس میں نمازوں کی تکبیر تحریمہ اور دوسری تکبیرات بھی داخل ہیں اور خارج نماز بھی اذان اقامت وغیرہ کی تکبیر اس میں شامل ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ (النساء/۳۴)

یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔

اس آیت کریمہ کی شروعات میں بتایا گیا کہ مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر، فضیلت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر، مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لئے) نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے، اور اگر تمھیں ان کی نافرمانی کا اندیشہ ہو تو (پہلے نرمی سے) سمجھاؤ اور الگ کر دو انھیں خواب گاہوں (بستروں) سے (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انھیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمھاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ اگر عورت اپنی سرکشی سے باز آجائے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار بن جائے تو پھر شوہر پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے پہلے رویہ کو یکسر بدل دے اور اس پر دست درازی سے کلیۃً باز آجائے۔ یہ حکم اس خدا کا ہے جو سب سے بالا اور سب سے بڑا ہے اور اس کے حکم کی سرتابی کے نتائج بڑے المناک ہیں (تفسیر ضیاء القرآن)

تم اللہ تعالیٰ کے ہزار ہا گناہ کرتے ہو رب تعالیٰ تم پر قادر بھی ہے تمہاری عیوب سے خبردار بھی، مگر پھر بھی وہ تم پر کرم نوازی فرماتا ہے تمہارے عیوب چھپاتا ہے تو تم بھی اپنی خطا کار بیویوں کو معافی دو۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اخلاق اللہ اختیار کرے۔ مجرموں کو معافی دینا، قصورواروں سے درگزر کرنا، توبہ کرنے پر گذشتہ خطاؤں کو یاد نہ کرنا۔ اس پر عمل کرنے سے ہمارے گھر جنت کا نمونہ بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ زبردست طاقت اور زبردست حکمت والا ہے:

﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَالْعَزِيْزُالْحَكِيْمُ ﴾ (جاثیہ/۳۷) اور اسی (پاک ذات) کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت والا' حکمت والا ہے

سورہ الجاثیہ کا اختتام کس شاندار اور اثر آفرین انداز سے ہو رہا ہے۔ عالم کے صانع مختار کا انکار کرنے والے انکار کرتے رہیں اور اس پر اپنے لاطائل دلائل کا انبار لگاتے رہیں۔ شرک کرنے والے اپنا منہ کالا کرتے رہیں اور شرک کو ثابت کرنے کے لئے وہ لاکھ جتن کرتے رہیں ان کے انکار سے حقیقت نہیں بدل جائے گی کوئی مانے یا نہ مانے ہر قسم کی تعریفوں اور ثناء گستریوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے جو آسمانوں کا رب' زمین کا رب بلکہ سب جہانوں کا رب ہے سچی اور سرمدی عظمتیں اور ہر طرح کی بڑائیاں اسی کو زیبا ہیں آسمانوں اور زمین میں اسی کی کبریائی کا ڈنکا بج رہا ہے وہی سب پر غالب اور بڑا دانا ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

اللہ تعالیٰ کا یہ اسلوب بیان خود بتاتا ہے کہ کبریائی اور بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے جس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اور اسی کو بڑائی ہے آسمان و زمین میں ﴿ وَهُوَ الْعَزِيْزُالْحَكِيْمِ ﴾ اور وہ زبردست طاقت والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

اب یہاں پر **العزیز** (زبردست طاقت والا) اور **الحکیم** (زبردست حکمت والا) ان دو ناموں کے نازل کرنے میں کیا خاص بات ہے ننانوے ناموں میں سے یہاں عزیز و حکیم کیوں نازل فرمایا؟ بات یہ ہے کہ بڑائی کی وجہ صرف دو ہی ہوتی ہیں زبردست اور زبردست طاقت کا حُسن استعمال۔۔یعنی حکمت اور قاعدہ سے طاقت کا استعمال۔لہذا ان ناموں کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ میری بڑائی کی وجہ یہ ہے کہ میں زبردست طاقت رکھتا ہوں جس چیز کا ارادہ کرلوں بس کُن کہتا ہوں اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے' **كُنْ فَيَكُوْن** 'اور میری زبردست طاقت کے ساتھ ساتھ میری زبردست حکمت' دانائی' سمجھ اور فہم کارفرما ہوتی ہے اور جیسا کہ وہاں طاقت کا استعمال ہونا چاہئے اس طریقہ سے میری طاقت حکمت کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔

دیکھئے اگر کسی گھر میں کوئی لڑکا زبردست طاقتور ہو جائے مگر بیوقوف تو پھر کسی کی خیریت نہیں ہے کیونکہ اس کو اندازہ ہی نہیں کہ طاقت کو کہاں استعمال کرنا چاہیئے ۔کبھی باپ کو گھونسہ لگا دیا کبھی چھوٹے بھائی کو لگا دیا کبھی ماں کو زخمی کر دیا اور کبھی محلے میں مار پیٹ کر دیا۔اس لئے بڑائی کا وہ مستحق ہے جو زبردست طاقت کو زبردست حکمت کے ساتھ استعمال کرے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ ﴾اللہ تعالیٰ زبردست طاقت والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

تکبر کی بُرائیاں:

تکبر کرنا مومن کی عادت نہیں۔تکبر ہر شخص کے لئے ہر وقت بُرا ہے خیال رہے کہ تکبر ساری بُرائیوں، فسق و فجور اور کفریات، گستاخیوں، بے ادبیوں کی جڑ ہے۔

تکبر ہر اچھے عمل، ہر اچھی نصیحت سے روک دیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ تکبر سے بیس (۲۰) خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱) گستاخی (۲) بے ادبی (۳) جہالت (۴) ظلم (۵) فساد (۶) سرکش
(۷) بے غیرتی (۸) بدفعلی (۹) بدعملی (۱۰) گناہ (۱۱) کفر (۱۲) شرک
(۱۳) قتل و غارت (۱۴) بے برکتی (۱۵) نحوست (۱۶) قطع رحمی (۱۷) شیطانیت
(۱۸) مکاری (۱۹) ہر ایک کا بُرا چاہنا (۲۰) حق کی مخالفت۔

موجودہ دور کے گستاخوں میں یہ سارے عیوب صاف نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو تکبر سے بچائے (آمین)

اللہ تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں فرماتا:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴾ (النحل/۲۳) بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں فرماتا۔۔ یعنی جو لوگ اپنے کو کسی درجہ میں بڑا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جاتے ہیں، بڑائی آئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت ٹوٹ گئی۔سارا معاملہ ختم ہو گیا لہذا جب اللہ تعالیٰ متکبر سے محبت نہیں فرماتا تو وہ غیر محبوب ہوا۔پس جو لوگ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں وہ

اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتے ہیں۔ جب تک توبہ نہ کرلیں۔

جب بندہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے کہ میں دنیا میں سب سے زیادہ نالائق وگنہگار ہوں اللہ تعالیٰ کی کسی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہو رہا ہے اور سر سے پیر تک میں قصوروار ہوں تو اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز ہوتا ہے بڑا ہوتا ہے جب اپنی نظر میں وہ بُرا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرا ہوتا ہے۔ لہذا سوچ لینا چاہیے کہ ہم اپنی نظر میں بھلے ہو جائیں تو فائدہ ہے یا ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلے ہو جائیں تو ہمارا فائدہ ہے انسان اپنی عقل سے فیصلہ کرے۔

متکبرین سے دنیا میں ہر آدمی بغض رکھتا ہے دل سے کوئی بھی عزت نہیں کرتا' اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو لوگ بجائے مدد کرنے کے اور خوش ہوتے ہیں۔

انفرادی اور اجتماعی نااتفاقی اور لڑائی جھگڑے کا باعث تکبر ہی ہوتا ہے پھر اس سے غصہ اور حسد' حُبّ جاہ پیدا ہو جاتے ہیں جس سے سینکڑوں قسم کے دنیوی نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں اگر کوئی تواضع کو صرف دنیا کے فوائد کے لئے اختیار کرے تو اس سے دنیوی زندگی بھی نہایت شیریں وخوشگوار بن جاتی ہے اور اگر حق تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے لئے تواضع سے متصف ہونا نصیب ہو جائے تو پھر دنیا اور آخرت دونوں ہی میں حقیقی راحت ہاتھ آجاتی ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (النساء/ ۳۶)

بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اس کو جو مغرور ہو' فخر کرنے والا ہو۔

ختال' مغرور ومتکبر کو کہتے ہیں اور فخو راس کو کہتے ہیں جو اپنی تعریف وثناء میں رطب اللسان رہے اور اپنی خوبیاں اور کمالات ہی بیان کرتا رہے ان صفات کا ذکر اس لئے فرمائے کہ ایسا انسان ہی کسی کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آنے میں اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سر نیاز خُم کرنے کے شوق سے محروم رہتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ (الحدید/۲۳)

اور اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا کسی مغرور شیخی باز کو۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس متکبر کو پسند نہیں فرماتا جو اپنی ذاتی خوبی اور کمال پر فخر وناز کرے اور

اپنے جاہ و منصب یا مال و دولت پر گھمنڈ کرے۔

﴿يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ (مومن/۳۵)

اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

مہر لگنے پر ہدایت پانے کی کوئی امید نہیں رہتی۔ پند و نصیحت اُنھیں چاہ ضلالت سے نہیں نکال سکتی، اندھیروں (تاریکی و گمراہی) سے اتنے مانوس ہو جاتے ہیں کہ نور (ہدایت) سے انھیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال ان الله تعالیٰ جمیل یحب الجمال الکبر بطوا لحق وغمط الناس (مسلم شریف) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا خدائے تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال (و آرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لئے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے اور البتہ تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے

عن عمر قال وهو علی المنبر یا یها الناس تواضعوا فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول من تواضع لله رفعه الله فهو فی نفسه صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه الله فهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتیٰ لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر۔ (بیهقی) (انوار الحدیث)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی و انکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتا ہے

اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن وہ لوگوں کی نگاہ میں کتّے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم لوگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو کلام فرمائے گا' نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ (۱) بوڑھا زانی (۲) بہت جھوٹا (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

ابلیس کا تکبر:

یہ بات قابل غور ہے کہ ابلیس علم و معرفت میں یہ مقام رکھتا تھا کہ اس کو طاؤس الملائکہ کہا جاتا تھا پھر اس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی؟ (ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں' کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق و گناہ ہے کفر نہیں۔ ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا مجھے حکم دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں' یہ معارضہ بلا شبہ کفر ہے۔ ابلیس مشرک نہیں بلکہ موحد تھا اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتا تھا اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک اور برداشت نہیں کرتا تھا ابلیسی و شیطانی توحید کی شدّت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی نبی کی تعظیم و توقیر برداشت نہیں کیا۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا۔ نبی کی توہین کرنے اور بشر و مٹی کہنے کے جرم میں مردود قرار دے کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ شیطان لعنتی اور مردود بن کر زمین پر رہنا پسند کیا لیکن توبہ کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کا اقرار نہیں کیا۔ یہی ابلیسی توحید ہے نبی کی تعظیم کو شرک و بدعت تصور کیا اور یہی وسوسے انسانی ذہنوں میں ڈال رہا ہے)

بعض علماء نے فرمایا کہ اس کے تکبر کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی دی ہوئی معرفت اور علم وفہم کی دولت سلب کر لی۔ اس لئے ایسی جہالت کا کام کر بیٹھا۔ بعض نے فرمایا کہ حب جاہ اور خود پسندی نے حقیقت شناسی کے باوجود اس بلا میں مبتلا کر دیا۔ تفسیر روح المعانی میں اس جگہ ایک شعر نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی گناہ کے وبال سے بچنے کے لئے تائید حق انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو اس کی ہر کوشش اور عمل اس کو گمراہی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔

اذا لم یکن عون من الله للفتیٰ　فاول ما یجنی علیه اجتهاده۔

روح المعانی میں اس سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ انسان کا ایمان وہی معتبر ہے جو آخر عمر اور اول منازل آخرت تک ساتھ رہے۔ موجودہ ایمان وعمل اور علم ومعرفت پر غرہ نہ ہونا چاہیے (روح المعانی)

تکبر کفر سے اشد ہے:

تکبر ایک اعتبار سے کفر سے بھی اشد ہے اس لئے کہ کفر بھی دراصل کبر سے ہی پیدا ہوتا ہے ابلیس کو اسی تکبر نے کافر اور شیطان بنایا چنانچہ ارشاد ہے ﴿اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ﴾ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا اس بدترین خصلت کی وجہ سے انسان حق بات کے قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام کی معرفت سے قلب اندھا ہو جاتا ہے۔

کبر، کفر کا شعبہ ہے اور جن گناہوں کا تعلق کبر سے ہے وہ شیطانی گناہ کہلاتے ہیں جن کی بُرائی حیوانی گناہوں سے بہت زیادہ ہے۔

تکبر ام الامراض ہے بڑے سے بڑے کو بھی گرا دیتا ہے بہت سے مشائخِ سلوک کو بھی اس مہلک مرض کی وجہ سے گرتے ہوئے دیکھا۔ یہ تکبر ایسی بُری بلا ہے کہ بڑے بڑے شیوخ کو بھی کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ سارے کمالات سلب ہو کر رہ گئے اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل وکرم سے اس مصیبت عظمیٰ سے بچائے (آمین)

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انتقال کے وقت

اپنے دو صاحبزادوں کو بُلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں دو چیزوں سے بچنے کا حکم دیتا ہوں (۱) شرک (۲) کبر (الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ قیامت کے دن جبارین اور متکبرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا لوگ انھیں روندتے ہوئے جائیں گے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں بہت سی روایات آثار کبر کی بُرائی کے ذکر کئے ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ نقل کرتا ہوں۔

☆ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو کہ صغیر مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیر ہے۔

☆ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت عدن کو پیدا کیا تو اس کی طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازہ پر یہ آواز دے کہ تم میں جو سُب سے بُرا ہو وہ باہر نکل آئے تو خدا کی قسم مجھ سے کوئی آگے نہیں بڑے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ مقولہ پہنچا تو فرمایا کہ اسی نے تو مالک کو مالک بنا رکھا ہے (شریعت و طریقت)

حضرت امام غزالی کا مضمون 'بعض قراء کی حالت' :

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف 'منہاج العابدین' میں جو قاری صاحبان کا حال لکھا ہے وہ ذرا سخت مضمون ہے اس لئے لفظ بلفظ انہی کی کتاب سے نقل کرتا ہوں تا کہ ان کے اخلاص کی برکت کے سبب' سختی سے بُرا اثر نہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں' حسد کبر وغیرہ یہ عیوب عام انسانوں میں عمومی طور پر اور قاریوں میں خصوصی طور پر پائے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ عیوب بہت بُری اور بدترین صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جس قاری کو بھی غور سے دیکھیں گے اس کا حال یہی نظر آئے گا کہ امیدیں دراز ہوں گی اور اس کو بھی نیت خیر ہی تصور کریں گے۔ اسی طرح مراتب خیر کے حاصل کرنے میں نیز دُعا کے

قبول ہونے میں جلدی مچائے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے محروم رہ جائے گا تم ایسے قاریوں کو دیکھو گے کہ وہ اپنے ہم پلّہ قاریوں سے ان چیزوں پر حسد کرتے ہوئے نظر آیں گے جن سے حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کو نوازا ہے یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچ جائیں گے اور اپنے کو ایسی بُرائیوں اور رسوائیوں میں ڈال دیں گے جن کی جانب کوئی فاسق وفاجر تک بھی رُخ نہیں کر سکتا'۔

قاریوں میں اس مرض کے زیادہ پائے جانے کی وجہ ان کی جلالت شان' ان کے کام کی عظمت و بزرگی ہے جس جگہ بڑائی کے اسباب ہوتے ہیں وہاں اس مرض کا اندیشہ بھی ہوتا ہے کیونکہ جو بلند مقام پر فائز ہو اس کے گرنے سے نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے جس گھر میں مال ہوتا ہے اس میں چوروں کا اندیشہ بھی ہوتا ہے جس میں جتنا حُسن ہوتا ہے اس کے لئے عصمت کی حفاظت بھی اتنی ہی ضروری ہوتی ہے عبادت کی کثرت کے ساتھ ریا کا اندیشہ بھی لگا ہوا ہوتا ہے اور سخاوت کی کثرت کے ساتھ حبّ جاہ کا خطرہ لابدی اور ضروری ہے اور اسی لئے ریا کار قاری' ریا کار سخی اور ریا کار شہید کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ ان کے لئے حکم ہوگا اور ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

اس حدیث میں ان تینوں جماعتوں (قاری' سخی' شہید) کی توہین وتذلیل نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنے اعمال کو ریا کاری سے پاک رکھنے کا پورا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خطیبوں' عالموں اور مشائخین کو بھی تکبر کے مہلک مرض سے محفوظ رکھے اور ان کے ظاہر و باطن کو بالکل صاف وشفاف بنائے۔ (آمین)

تکبر کی حقیقت :

کسی کمال دنیوی یا دینی میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دوسرے کو حقیر سمجھے' یہ تکبر کی حقیقت ہے جو حرام ہے اور معصیت ہے۔ اس لئے جب اپنے کسی کمال پر نظر جائے تو یہ مراقبہ ومحاسبہ کریں جس سے ان شآء اللہ تکبر سے حفاظت رہے گی۔

☆ اگرچہ میرے اندر یہ کمال ہے مگر میرا پیدا کیا ہوا نہیں' حق تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔

☆ عطا بھی میرے کسی استحقاق سے نہیں ہوا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور رحمت ہے۔

☆ عطا کے بعد اس کا باقی رہنا میرے اختیار میں نہیں بلکہ حق تعالیٰ جب چاہیں چھین لیں۔

☆ اور اگر چہ اس دوسرے شخص میں فی الحال یہ کمال نہیں ہے مگر آئندہ ممکن ہے کہ میرے کمال سے زیادہ اس کو یہ کمال اس طرح حاصل ہو جائے کہ میں اس کمال میں اس کا محتاج ہو جاؤں۔

☆ یا فی الحال ہی اس شخص میں کوئی کمال ایسا ہو جو مجھ سے مخفی (پوشیدہ) ہو اور دوسروں پر ظاہر ہو یا سب سے ہی مخفی ہو اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جس کے اعتبار سے اس کے اوصاف کا مجموعہ میرے اوصاف کے مجموعہ سے زیادہ ہو۔

☆ اگر کسی کا کوئی کمال بھی ذہن میں نہ آئے تو یہ احتمال قائم کرے کہ شاید یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو۔ تو مجھ کو کیا حق ہے کہ اس کو حقیر سمجھوں۔

☆ اور اگر بالفرض سب باتوں میں یہ مجھ سے کم ہی ہے تو ناقص کا کامل پر حق ہوتا ہے مریض کا صحت مند پر، ضعیف کا قوی پر، فقیر کا غنی پر، لہذا مجھ کو چاہیئے کہ اس پر شفقت اور رحم کروں۔ اس کی تکمیل میں کوشش کروں اور اگر اس کی طاقت نہ ہو یا فرصت نہ ہو تو دُعائے تکمیل ہی سہی۔ اس خیال کے بعد اس کی تکمیل کے لئے کوشش شروع کر دے۔ اس تدبیر سے اس شخص کے ساتھ تعلق شفقت کا پیدا ہو جائے گا اور طبیعت کا خاصہ ہے کہ جس کی تکمیل اور تربیت میں کوشش کرتا ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے اور محبت کے بعد تحقیر نہیں ہوتی۔

☆ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کبھی کبھی اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے بات چیت کر لیا کرے۔ اس کا مزاج پوچھ لیا کرے، اس سے ایک دوسرے سے تعلق ہو جاتا ہے اور ایسے تعلق کے بعد تحقیر جاتی رہتی ہے۔

خفیہ تکبر اور زبانی تواضع :

کبھی بڑائی بڑے خفیہ طور سے دل میں آ جاتی ہے خود انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ میرے دل میں تکبر ہے۔ کبھی آدمی کے دل میں بڑائی ہوتی ہے اور زبان پر تواضع ہوتی ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں اپنے منہ سے خوب حقارت بیان کرتے ہیں کہ میں جاہل ہوں گنہگار ہوں، مبتدی ہوں، طالب علم ہوں، حقیر و فقیر ہوں، خادمِ قوم و خادم العلماء ہوں، ناچیز بندہ

ہوں لیکن اگر کوئی کہہ دے کہ واقعی آپ کچھ نہیں ہیں، کم علم ہیں آپ حقیر ہیں اور ناچیز بھی ہیں۔ تو پھر دیکھئے اُن کا چہرہ فق ہوتا ہے دل میں ناگواری محسوس ہوگی۔ یہی دلیل ہے کہ یہ دل میں اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھتا۔

بعض لوگوں کی زبانی تواضع بھی تکبر سے پیدا ہوتی ہے کہ اُس کو اپنی بڑائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ لوگوں میں خوب شہرت ہو جائے کہ فلاں صاحب بڑے متواضع ہیں، اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے، اس تواضع اور خاکساری کا منشا تکبر اور حبّ جاہ ہے چنانچہ اگر لوگ ان کی تعظیم نہ کریں تو اس کو ناگواری ہوتی ہے یہی دلیل ہے کہ یہ تواضع اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں تھی ورنہ لوگوں کی تعظیم اور عدم تعظیم اس کے لئے برابر ہوتی۔

اس لئے یہ بڑائی بہت دن کے بعد دل سے نکلتی ہے۔ تکبر کا مرض بہت مشکل سے جاتا ہے اسی بڑائی کو نکالنے کے لئے بزرگان دین، مشائخ اور اللہ والوں کی صحبت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اپنے نفس کو مٹانا یہی سلوک کا حاصل ہے۔ مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں زنگ آلود دل کو صاف کر کے اس پر صیقل کر دیتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر مومن صحابی صابر اور شہید ہو گئے۔ حضور غوث آعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں:

ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با انبیاء بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با مصطفٰے بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو صاحب نسبت ہیں وہ تو سارے جہاں سے اپنے کو بدتر سمجھتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ اچانک ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ **هذا ابو ذر قد قبل** یہ جو آرہے ہیں ابوذر غفاری ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا **او تعرفونه ؟** کیا آپ اُن کو جانتے ہیں؟ آپ تو آسمانی مخلوق ہیں۔ مدینہ کے لوگوں کو

آپ کیسے جان گئے؟ ابوذر غفاری کو آپ نے کیسے پہچان لیا؟ عرض کیا **ھو اشھر عندنا منہ عندکم** مدینہ میں ان کی جتنی شہرت ہے اس سے زیادہ یہ آسمان میں ہم فرشتوں کے درمیان مشہور ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا **بما ذا نال هذه الفضليه؟** یہ فضیلت ان کو کیسے ملی؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اُن کو یہ فضیلت دو اعمال سے ملی ہے۔ ایک تو قلبی ہے اور ایک قالبی (ایک دل کا عمل ہے اور ایک جسم کا عمل ہے)

دل کا عمل کیا ہے؟ **لصغره فی نفسهٖ** یہ دل میں اپنے کو بہت حقیر سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ ادا بہت پسند آتی ہے کہ میرا بندہ بندگی کا حق ادا کر رہا ہے بندہ ہو کر اکڑے، غلام ہو کر اکڑے یہ بات بندگی کے خلاف ہے۔

اور دوسرا عمل ان کا یہ ہے **وکثرة قراءتهٖ قل هوالله احدٌ** کہ یہ **قل هوالله احد** (سورۂ اخلاص) کی تلاوت بہت کرتے ہیں۔ ان دو اعمال کی برکت سے اُن کی آسمان کے فرشتوں میں شہرت ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں تھے کسی نے اعلان کیا کہ اس مسجد میں جو سب سے زیادہ نالائق بدترین گنہگار اور سب سے بُرا انسان ہو وہ جلدی سے مسجد کے باہر نکل جائے۔ اس مسجد میں جتنے نمازی تھے اُن میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سب سے بڑے بزرگ تھے۔۔ سب سے پہلے وہ باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں ہی تمام مسلمانوں میں بدترین مسلمان ہوں ۔۔۔ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** ۔ یہ شان تھی۔ آج ہم دو رکعت پڑھ لیں ذرا سی تلاوت کر لیں، تھوڑی سے نفلیں پڑھ لیں، بس سمجھ گئے کہ ہم جنت کے ٹھیکیدار ہیں، اور سب کو حقیر سمجھنے لگے کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی کچھ نہیں۔ ایک یہ اللہ والے تھے کہ سب سے زیادہ اپنے کو حقیر سمجھتے تھے۔ اُس وقت کے بزرگ حضرت سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو کسی نے خبر دی کہ آج جنید نے یہ کام کیا ہے، فرمایا کہ اُسی چیز نے تو جنید کو جنید بنایا ہے یعنی اپنے کو سب سے حقیر سمجھتے ہیں جب ہی تو وہ اس مرتبہ کو پہنچے ہیں۔

تکبر کے اسباب وعوامل

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں تکبر کی حقیقت اور اسکے نقصانات' خوپسندی کے اسباب وعوامل بیان فرماتے ہیں:

تکبر وہی شخص کیا کرتا ہے جو اپنے نفس کو بڑا سمجھے اور نفس کو بڑا وہی سمجھتا ہے جو یہ جانے کہ اس میں کوئی صفت صفات کمال سے ہے۔ علم' عمل' نسب' جمال' قوت' مال اور کثرت یاروں کی (شہرت) ۔۔ یہ سب سات سبب ہوئے۔

اول چیز تکبر کی علم ہے۔ علماء کو بہت جلد کبر آتا ہے اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ **'آفة العلم الخيلاء'** علم کی آفت تکبر ہے۔ عالم بہت جلد علم کی جہت سے مغرور بنتا ہے اور اپنے جی میں جمال وکمال علم سے واقف ہو کر اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو حقیر و جاہل جانتا ہے اور اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ لوگ اُسے پہلے سلام کریں اور اگر اتفاقاً کسی کو وہ پہلے سلام کرلیا یا خوشی سے کسی کے سلام کا جواب دیا یا تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا یا دعوت منظور کرلی تو اُن باتوں کو اس شخص پر اپنا احسان جانتا ہے اور اس کا شکر گذار ہونا اس پر لازم سمجھتا ہے اور اعتقاد کرتا ہے کہ میں نے اس کو سرفراز کردیا اور ایسا کام کیا جس کا وہ مستحق مجھ جیسے شخص سے نہ تھا اس پر میری توقیر وخدمت اس احسان کے عوض میں ضروری ہے بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ عالم کے ساتھ سلوک کرتے ہیں اور وہ خود کسی کے ساتھ سلوک نہیں کرتے اور اُس کے پاس سب آتے ہیں وہ کسی کے پاس نہیں جاتا' اُس کی بیمار پرسی سب کرتے ہیں وہ کسی کی عیادت نہیں کرتا ۔۔اگر اُس کی کچھ خدمت میں قصور یا کمی ہوجائے یا خاطر خواہ اکرام نہ ہو تو بُرا جانتا ہے گویا سب اس کے غلام یا مزدور ہیں اور لوگوں کو سکھانا پڑھانا ایک احسان سلوک ہے جس سے اس کا حق اُن پر ہوگیا ہے یہ حال تو دنیا کے معاملات میں ہے اور دین کے باب میں عالم کا تکبر لوگوں پر اس طرح ہے کہ اپنے نفس کو خدا کے نزدیک لوگوں کی بہ نسبت اعلیٰ اور افضل سمجھتا ہے اپنے کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ اور نجات دہندہ سمجھتا ہے۔ عام لوگوں کے بارے میں یہ گمان کرتا ہے کہ وہ بارگاہِ الٰہی سے بہت دور ہیں اور ان کی نجات دشوار ہے۔ ایسے عالم کو جاہل کہنا مناسب تر ہے۔ علم حقیقی تو اس علم کا نام ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ اور اپنے نفس کو پہچانے' خاتمہ کے خطرے کو جانے اور یہ سمجھے کہ زیادہ تر مواخذہ الٰہی علماء ہی سے ہے' علم کا خطرہ بہت بڑا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص علم میں زیادہ ہوتا ہے اس کو درد بھی زیادہ ہوگا اور واقع میں انہوں نے درست فرمایا اب اگر یہ پوچھو کہ بعض اشخاص کو علم کے باعث کبر اور بے خوفی کیوں ہوتی ہے تو اس کی دو وجہیں ہیں اول تو یہ کہ وہ شخص کسی ایسے علم میں مشغول ہو جو کہ برائے نام علم ہو مگر علم حقیقی نہ ہو یعنی وہ علم نہ ہو جس سے خدائے تعالیٰ اور اپنے نفس کو اور خدائے تعالیٰ سے ملنے کے وقت کے خطرہ کو اور اس سے حجاب ہونے کو سمجھے اس لئے کہ ایسے علم سے تو خوف خدا ہی ہوتا ہے بے خوف ہونا اور متکبر ہونا اس علم کی شان نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ اور جو علوم کہ اس علم کے سوا ہیں جیسے طب، سائنس، ریاضی، لغت، صرف ونحو اور شعر وادب...... وغیرہ، تو جب آدمی صرف انہیں علوم کو سیکھتا ہے تو البتہ نفاق و کبر سے بھر جاتا ہے اور ان علوم کو علوم نہ کہنا چاہیے بلکہ فنون وصناعات کہنا مناسب ہے۔ علم وہی ہے جس سے بندگی اور ربوبیت اور عبادت کا طریق معلوم ہوا اور اس سے اکثر تواضع ہی پیدا ہوتی ہے۔

تمیم داری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کے لئے وعظ سنانے کی اجازت مانگی تو آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ یہ امر مثل ذبح کے ہے۔ ایک شخص نے آپ سے بعد نماز فجر وعظ کی اجازت چاہی تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ تو پھول کر ثریا تک نہ پہنچ جائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میرے سوا اور کوئی امام تلاش کر لو اکیلے پڑھ لیا کرو اس لئے کہ تمہاری امامت سے میرے جی میں یہ بات گذری کہ مجھ سے افضل ان میں کوئی نہیں۔ یہ مقامِ غور ہے کہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات سے نہ بچے تو ضعیف آخری زمانہ کے لوگ کیسے بچیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے پردہ پر ایسے شخص کا وجود کمیاب ہے کہ اس کو لوگ عالم کہیں اور اس کی رگ عزت حرکت میں نہ آئے اور اگر کوئی شخص موجود ہو تو وہ اپنے عہد کا صدیق ہے اس کو چھوڑنا نہ چاہیے قطع نظر استفادہ سے اُس کا دیکھنا ہی عبادت میں داخل ہے۔ مگر افسوس کہ اس آخری زمانے میں ایسا عالم کہاں، وہ لوگ جو اقبال و دولت والے تھے قرن اوّل و دوم میں ختم ہو چکے اس زمانے میں تو ایسے بھی لوگ کم ہیں جو اس خصلت کے نہ ہونے پر افسوس ہی کریں۔

(یہاں اشک ندامت گرا کر عرض کرتا ہوں کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ حال اپنے وقت کا لکھتے ہیں اوران کے فضل وکمال اور جاہ وجلال میں کسی کو کلام نہیں' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے ہمارے زمانہ کو وہی نسبت ہے جو اُن کے زمانے کو قرون اولیٰ سے تھی۔۔ نہ معلوم کہ ہمارا کیا حال ہوگا اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے بیڑا پار کرے اور ہم سے وہ سلوک فرمادے جو اس کی رحمت کے شایان ہے **بمنہٖ وجاہ محمد وآلہٖ**۔(ﷺ)

دوسری چیز تکبر کی عمل اور عبادت ہے ۔۔زاہد وعابد کبر اور عزّت اور لوگوں کے دلوں کو مائل کرنے سے خالی نہیں ہوتے ۔ اُن سے بھی دنیا اور دین دونوں میں تکبر نمایاں ہوتا ہے۔دنیاوی معاملات میں تکبر اس طرح کہ اُن کے دروازے پر یا اُن سے ملنے کے لئے دوسروں کا آنا اُن کو اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت غیروں کے پاس اپنے جانے کے۔ لوگوں سے متوقع رہتے ہیں کہ ہماری حاجتیں پوری کریں اور توقیر کریں' مجالس میں صدر جگہ میں بٹھلا دیں اور تقویٰ سے یاد کریں اور سب امور میں ہم کو مقدم جانیں۔گویا عبادت کیا کرتے ہیں لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔۔ دین میں اُن کا کبر یوں ہے کہ اپنے نفس کو نجات یافتہ' نیک وپرہیزگار خیال کریں اور لوگوں کو گناہگار' کمتر وحقیر' تباہ کار اور ہلاک شدہ تصّور کریں ۔۔اور اگر یہی صورت ہے تو واقع میں ہلاک شدہ وہی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو سنو کہ لوگوں کو کہتا ہے کہ سب ہلاک ہوئے تو معلوم کرلو کہ سب سے زیادہ وہ ہلاک ہوگا اور یہ آپ نے اس واسطے فرمایا کہ اس کا یہ کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خلق اللہ کو حقیر جاننے کی بُرائی کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی تباہی کے لئے اتنی ہی بُرائی کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے ۔۔ جو شخص عابد وپرہیزگار شخص کو اللہ تعالیٰ کے واسطے محبوب جانے' اُس کی تعظیم کرے' اُس کو بڑا جانے اور ایسے درجات کا اس کے لئے متوقع ہو جن کا اپنے نفس کے لئے نہ ہو تو اس شخص میں اور عابد میں بہت فرق ہے۔۔۔ اس لئے کہ ایسا شخص تو اس وجہ سے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے عابد کی تعظیم کی ہے' نجات پائے گا اور اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوگا ۔۔ عابد چونکہ لوگوں سے احتراز کرتا رہا اوران کے پاس بیٹھنے سے متنفر رہا اس لئے وہ غضب الٰہی کا مستحق ہوگا۔۔ پس کیا تماشے کی بات ہے کہ لوگ تو عابد کی محبت کے سبب اس

کےعمل کا درجہ پائیں اور وہ خود اُن کی حقارت کے باعث اللہ تعالیٰ کی ناخوشی حاصل کرلے کہ گویا کوئی عمل ہی نہیں کیا۔

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا کثرت فساد کے باعث اس کا نام فسادی ہو گیا تھا اور ایک عابد بنی اسرائیل میں کثرت عبادت سے عابد مشہور ہو گیا تھا اور یہاں تک عبادت کی تھی کہ ایک ابر کا ٹکڑا اس پر سایہ کئے رہتا تھا ۔۔ وہ فسادی ایک روز اس کے پاس گذرا اور دل میں سوچا کہ یہ عابد عبادت میں مشہور ہے اور میں فسادی ہوں اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے ۔۔۔ یہ سوچ کر اس کے پاس جا بیٹھا' عابد نے سوچا کہ میں تو عابد ہوں اور یہ فسادی ہے میرے پاس کیوں بیٹھا' اُس سے نفرت کیا اور کہا کہ یہاں سے اُٹھ جا ۔۔ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کے نبی کو وحی کی کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ عمل از سرنو کریں ۔۔ پہلے اعمال کا یہ حال ہے کہ میں نے فسادی کو بخش دیا اور عابد کے سارے اعمال باطل کر دیئے ۔۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابر کا سایہ بھی فسادی کے سر پر ہو گیا ۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے صرف دل کا قصد مُراد ہے ۔ پس جاہل گنہگار جب اللہ تعالیٰ سے ڈر کر تواضع کرے گا تو اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے وہ عالم متکبر اور عابد کبر والے کی نسبت زیادہ مطیع ہو گا اسی طرح روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص ایک عابد کے پاس آیا' وہ اس وقت سجدہ میں تھا اس نے عابد کی گردن پر پاؤں رکھا' عابد نے کہا کہ اپنا پیر اُٹھا ۔۔ بخدا کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا ۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی کی (غیب سے ندا آئی) کہ اے میری قسم کہنے والے! اُس شخص کی نہیں بلکہ تیری مغفرت نہیں ہو گی ۔

اگر عابد کی کسی نے توہین کی یا کچھ ایذا دے تو عابد اُس شخص کی مغفرت دشوار جانتا ہے اور یقین و دعویٰ کے ساتھ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مغضوب ہو گیا ۔۔ اور اگر وہی شخص کسی دوسرے مسلمان کو ایذا دے تو عابد کو اتنا بُرا نہیں معلوم ہوتا ۔۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام لوگوں کے مقابلے میں اپنے نفس کی قدر زیادہ سمجھتا ہے ۔۔ حالانکہ اس میں کئی خرابیاں ہیں جہالت' کبر' عجب اور مغرور ہونا اللہ تعالیٰ پر ۔۔ کبھی ایسے لوگوں کی بے وقوفی یہاں تک بڑھتی ہے کہ اگر اتفاقاً تکلیف پہونچانے والے پر کوئی رنج و مصیبت آتی ہے تو اپنی کرامت سمجھتے ہیں

اور کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو اس کا کیا حال ہوا ہے۔۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا بدلہ لیا۔۔اور یہ نہیں دیکھتے کہ کفار کے بہت سے گروہ اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں' کفار نے انبیاء کو ایذا دی بلکہ بعضوں کو تو مار ہی ڈالا اور بعضوں کو اور تکلیفیں پہونچائی ۔۔مگر خدائے تعالیٰ نے کافروں کو دنیا میں مہلت دی اور عذاب نہ کیا بلکہ بعضے اُن میں سے مسلمان ہو گئے ۔۔اُن کو نہ دنیا میں کچھ تکلیف ہوئی نہ آخرت میں ۔۔پس یہ جاہل متکبر سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ اُس کے انبیاء سے زیادہ ہیں کہ اپنے انبیاء کا انتقام نہ لیا اور ہمارا عوض لیا۔۔ اور یہ نہیں معلوم کہ شاید اس کبر و عجب کی جہت سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ہوں اور اپنے نفس کے ہلاک ہونے کی خبر نہ رکھتے ہوں۔۔یہ اعتقاد تو کبر والوں کا ہوتا ہے۔۔ خلاصہ یہ کہ جس کا اعتقاد یقینی اس بات پر ہو کہ میں کسی بندے سے بہتر ہوں تو اس نے اپنے سب عمل برباد کیے ۔۔ اس لئے جہالت سب میں بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور کرنے کے لئے بڑی چیز ہے۔۔اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر سمجھنا محض جہالت اور عذاب الٰہی سے بے خوف ہونا ہے۔

تیسری چیز تکبر کی حسب و نسب ہے پس جس کسی کا نسب شریف ہے وہ ایسے شخص کو حقیر جانتا ہے جسکا ویسا نسب نہ ہو اگرچہ کہ وہ علم و عمل میں اُس سے بڑھ کر ہو۔۔بعض لوگوں کو حسب و نسب کا ایسا تکبر ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو اپنا غلام تصور کرتے ہیں' اُن کے ملنے جلنے اور پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں۔۔نسب کا فخر ہمیشہ اُن کی زبان پر رہتا ہے دوسروں کو کہتے ہیں کہ کیا اصل رکھتا ہے تیرا باپ کون تھا میں فلاں کا بیٹا فلاں کا پوتا ہوں تجھ جیسے کی کیا طاقت کہ میرے سامنے یا میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے اور تو ہم جیسوں سے بولتا ہے...... وغیرہ ۔۔ اپنے کو خواص اور دوسروں کو عوام میں شمار کرتے ہیں۔۔یہ ایک ایسی چھپی رگ نفس میں ہے کہ نسب والے اس سے خالی نہیں ہوتے اگرچہ نیک بخت اور عاقل ہوں۔غلبۂ غضب میں نورِ عقل تاریک پڑ جاتا ہے اس وقت یہ بات ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے اور ایک شخص سے حضور ﷺ کے سامنے تکرار ہوئی میں اس کو کہہ بیٹھا کہ اے' کالی عورت کے بچے۔۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر **طف الصاع طف الصاع لابن البيضاء على ابن السوداء فضل۔**

یعنی دونوں پلے برابر ہیں گوری عورت کے بچے کو کالی عورت کے بچے پر کچھ فضیلت و برتری نہیں ۔۔حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا کہ تو میرے رخسار کو پامال کر اور مجھے اپنی غلطی کی سزا دے ۔۔

غور کریں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس طرح آگاہ کیا۔۔ جب معلوم کیا کہ یہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں اس نظر سے کہ گوری عورت سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ ان کی خطا اور نادانی ہے۔۔ یہاں پر یہ دیکھیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے کیسی توبہ کی اور اپنے نفس سے کبر کی جڑ کس طرح اکھاڑی کہ جس پر تکبر کیا تھا اسی سے کہا کہ اپنا تلوا میرے رخسار پر مل کیونکہ انہوں نے جان لیا کہ عزّت کی جڑ ذلت کے بغیر نہیں جاتی۔

{{ اللہ تعالیٰ نے بڑائی کا قاعدۂ کلیہ سورۃ حجرات میں بیان فرمایا ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے ۔۔۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑائی کا معیار خوفِ خدا یعنی تقویٰ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے وہی حقیقت میں بڑا ہے۔ اگر دنیا والوں نے بڑا سمجھا' اور اخباروں ورسالوں میں نام چھپے اور لوگوں نے تعریفیں کیں' مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمینہ اور ذلیل رہا تو یہ دنیا کی بڑائی کس کام کی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگار اور دیندار ہی بڑے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے ہیں وہ دنیا میں بھی اچھائی سے یاد کئے جاتے ہیں اور سیکڑوں برس تک دنیا میں اُن کا چرچا رہتا ہے اور آخرت میں جو اُن کو بڑائی ملے گی وہ الگ رہی۔

بڑے بڑے فقہاء ومحدثین عجمی تھے اور نسب کے اعتبار سے بڑے بڑے خاندانوں سے نہ تھے بلکہ اُن میں بہت سے وہ تھے جو آزاد کردہ غلام تھے۔۔آج تک اُن کا نام روشن ہے اور رہتی دنیا تک اُمت کی طرف سے اُن کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعائیں پہنچتی رہیں گی۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن رقمطراز ہیں:

کسی خاندان میں پیدا ہونا' کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت' اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کو کوئی دخل نہ تھا۔اس لئے قرآن کریم نے اس کو وجہ افتخار

قرار نہ دیا البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنا پر جو معزز و محترم ہوگا وہ فخر و غرور سے یکسر پاک ہوگا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لئے باعث خیر و برکت ہوگا بلکہ تمام نوعِ انسانی اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے مختلف مواقع پر بڑے اثر انگیز انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشاداتِ نبوی سماعت فرمائیے:

فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ تھی۔ حضور ﷺ لوگوں کے بازوؤں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اُترے۔ حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

یایها الناس ان الله تعالیٰ قد اذهب عنکم عیبة الجاهلیة وتعظمها باٰبائها فالناس رجلان - رجل برتقی کریم علی الله تعالیٰ ورجل فاجر - شقی هین علی الله تعالیٰ - الناس کلهم بنو آدم وخلق الله آدم من تراب (بیہقی شعب الایمان، ترمذی) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے تم سے عہد جاہلیت کی خامیاں دور کر دیں اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! انسانوں کے بس دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک، متقی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم ہے۔ دوسرا بدکار، بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے۔۔۔ ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: **یایها الناس الا ان ربکم واحد لافضل لعربی علیٰ عجمی ولا لعجمی علیٰ عربی ولا لاسود علیٰ احمر ولا لاحمر علیٰ اسود الا بالتویٰ ان اکرمکم عند الله اتقکم الاهل بلغت؟ قالوا علیٰ یارسول الله قال فلیبلغ الشاهد الغائب** (بیہقی)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کسی کالے کو سُرخ پر اور نہ کسی سرخ کو کالے پر برتری حاصل ہے بجز تقویٰ کے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہوگا۔ لوگو! کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے ایک زبان ہوکر کہا یارسول اللہ ﷺ! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا' جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

کلکم بنو اٰدم واٰدم خلق من تراب ولینتھین قوم یفخرون باٰبائھم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعلان (بزار) تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں' ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گوبر کے کالے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان اللہ لایسئلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیامۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم (تفسیر ابن جریر) اللہ تعالیٰ روز محشر تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں باز پُرس نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

ان اللہ لاینظر الیٰ صورکم واموالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم واعمالکم (مسلم) اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات کا اعجاز تھا کہ ایک ایسی اُمت معرض وجود میں آگئی جن کے نزدیک عظمت و بزرگی کا معیار فقط تقویٰ اور پارسائی تھی۔ باقی تمام جھوٹے امتیازات مٹ گئے۔فخر ومباہات کے جملہ اسباب کا قلع قمع ہوگیا۔(تفسیر ضیاء القرآن) }}

چوتھی چیز تکبر کی جمال ہے اور یہ اکثر عورتوں میں ہوتا ہے انسان جب اپنے کو حُسن و جمال میں دوسروں سے بہتر و اعلیٰ سمجھتا ہے تو دوسروں کے عیب و نقص زبان پر لاتا ہے اور تکبر کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آئی' مَیں نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ بونی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی' اور اس کا منشا بھی کبر پوشیدہ تھا۔۔

اس لئے کہ اگر تم خود چھوٹے قد کی ہوتی تو اس کو بونی نہ کہتیں' تو گویا اپنے قد کو اچھا جانا اور اس کے مقابل دوسری عورت کو چھوٹا سمجھ کر بونی کہہ دیا۔ (کسی کے عیب ونقص اور کمزوری کو اُچھالنا' بُرے القاب سے یاد کرنا' حقارت اور طنز ومزاح سے پُکارنا یہ سب غیبت کے ساتھ ساتھ کبر بھی ہوتا ہے مثلاً کسی مفلس کو فقیر و بھکاری کہہ دینا' دُبلے پتلے شخص کو کاڑی یا بتی کہنا' موٹے آدمی کو تھیلا یا ہاتھی کہنا' اسی طرح کسی کالے شخص کو کوئلہ کہنا' لنگڑا' اندھا' تتلا' پٹلا' گنجا' بہرا' ناک کٹا ......وغیرہ کہنا۔۔ یہ سب تکبر کی علامات ہیں)

پانچویں چیز تکبر کی مال ہے۔ پس جو غنی ہوتا ہے وہ فقیر پر تکبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بھیک منگا اور مسکین ہے میں چاہو تو تجھ جیسے کو خرید لوں اور تجھ سے اچھے اچھوں سے خدمت لوں اور تیری اصل کیا ہے۔ تیری اوقات کیا ہے' میرے نوکر تجھ سے اچھا کھاتے اور پہنتے ہیں۔ میرے گھر کا ایک سامان تیرے سارے مال سے بڑھ کر ہے۔ جتنا تو سال بھر میں کماتا اتنا میں ایک روز میں دے ڈالتا ہوں۔۔۔۔غرض اس طرح کی باتیں اسی لئے کرتا ہے کہ تونگری کو بڑا اور مفلسی کو حقیر جانتا ہے اس لئے کہ آفتِ تونگری اور فضیلتِ مفلسی سے جاہل ہوتا ہے۔

چھٹا امر تکبر کا قوت وزور ہے جس سے کمزوروں پر تکبر کیا کرتے ہیں۔

تکبر کی ساتویں وجہ شہرت اور چاہنے والوں کی کثرت' مُریدین ومعتقدین کی کثرث' مدد گاروں' شاگردوں' غلاموں' اولاد' رشتے داروں' دوست احباب سب کی کثرت ہے۔ ان سب امور کا حاصل یہ ہے کہ جو نعمت کہ اس کا کمال ہونا متصور ہو سکے گو واقع میں وہ کمال نہ ہو اس سے تکبر کرنا ممکن ہے یہاں تک کہ محنت کرنے والا بھی اپنے ہمسروں پر تکبر کرنے لگتا ہے کہ میں اس صنعت میں زیادہ ماہر ہوں تو چونکہ وہ اس کو بھی کمال جانتا ہے اس لئے فخر کرتا ہے اگر چہ اس کا فعل موجب بربادی وعذاب کا ہے اسی طرح فاسق کبھی کثرت شراب خوری اور کثرت جماع اور اغلام کا فخر کرتا ہے کیونکہ اپنے گمان میں اسی کو کمال جانتا ہے حالانکہ اس میں غلطی کرتا ہے۔ یہ باتیں ہیں کہ جن سے آدمی ایک دوسرے پر کبر کیا کرتے ہیں جس کو کوئی چیز حاصل ہے وہ اس پر تکبر کرتا ہے جس کو کہ وہ چیز نہیں حاصل ہے یا اس کی دانست میں اس کی نسبت کم ہے گو خدا کے نزدیک بعض اوقات اس کے برابر یا زیادہ ہی ہو

مثلاً عالم جو اپنے علم کا تکبر ایسے شخص پر کرے جو اس سے زیادہ جانتا ہو تو اسی لئے کرتا ہے کہ اپنی دانست میں اپنے آپ کو زیادہ فاضل سمجھتا ہے۔

اہل تواضع کے ایسے اخلاق وافعال جن میں تواضع وتکبر کا اثر ظاہر ہو :

جاننا چاہیے کہ تکبر انسان کی وضع میں ہوتا ہے جیسے چہرہ پھلانا اور کن آنکھوں سے دیکھنا اور گردن ڈالنا اور چارزانوں خواہ تکیہ لگا کر بیٹھنا اور گفتگو میں ہوتا ہے حتیٰ کہ آواز میں اور بیان کرنے کی صنعت میں پایا جاتا ہے اور نیز چال اور نشست وبرخاست میں اور افعال کرتے وقت کی حرکات وسکنات میں' غرض جب ایک حال سے دوسرے میں بدلتا ہے ہر ایک میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ پس بعض متکبر تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان سب باتوں میں تکبر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ چند چیزوں میں تکبر کرتے ہیں۔ بعضوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے سامنے کھڑے رہیں یا اُن کی تعظیم کو کھڑے ہو جایا کریں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کو یہ منظور ہو کہ دوزخی آدمی کو دیکھے تو وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہوا اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔ بعضوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب تک کوئی پیچھے پیچھے ساتھ کا آدمی نہ ہو تب تک نہیں چلتے یہ بھی بُری عادت ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے جب تک کہ اس کے پیچھے لوگ چلتے ہیں حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلاموں سے پہچانے نہ پڑتے کیونکہ صورتِ ظاہری یعنی لباس وغیرہ میں کچھ فرق نہیں کرتے تھے ان کا اور اپنا ایک سا حال رکھتے تھے اور کچھ لوگ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے چلتے تو آپ نے ان کو روک دیا اور کہا کہ اس سے بندہ کے دل میں کچھ رہتا نہیں۔

تکبر میں یہ عادت بھی داخل ہے کہ بیماروں کے پاس نہ بیٹھے اور اُن سے احتراز کرے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا جس کو چیچک نکلی تھی اور اس میں سے پانی بہتا تھا۔ آپ اس وقت صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے وہ شخص جس کے پاس بیٹھا وہی اس کے پاس سے علحدہ ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنے پاس بٹھلایا اور

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے کھانے سے کوڑھی اور سفید داغ والے اور مریض کو نہ روکتے بلکہ اپنے دسترخواں پر بٹھا لیتے۔

تکبر میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنے امتیاز کے لئے مخصوص لباس پہننے کی عادت ڈالے' لباس کے ذریعہ اپنا تشخص برقرار رکھے کہ لوگ لباس دیکھ کر دور سے ہی پہچان لیں کہ فلاں شخص آرہا ہے۔

تکبر کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ گھر میں اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کرے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک مہمان رات کو آیا اس وقت آپ کچھ لکھتے تھے اور چراغ میں تیل نہ تھا گل ہونے لگا تو مہمان نے کہا کہ آپ فرما دیں تو میں اس کو درست کردوں۔ آپ نے فرمایا کہ مہمان سے خدمت لینی اچھی بات نہیں' اُس نے کہا کہ خادم کو جگا دوں' آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی کچی نیند میں ہے یہ کہہ کر آپ ہی اُٹھے اور کپی لے کر چراغ کو تیل سے بھر دیا۔ مہمان نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین آپ ہی نے تکلیف کی' فرمایا کہ جب میں تیل لینے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا اب بھر کر آیا تب بھی عمر ہی ہوں۔ مجھ میں سے کچھ کم نہیں ہوگیا اور لوگوں میں سے بہتر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک متواضع ہو۔

تکبر کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ اپنے گھر کی کوئی چیز اپنے ہاتھ میں اُٹھا کر نہ لائے' متواضع آدمی ایسا نہیں کرتے۔ حضور ﷺ اکثر بنفس نفیس چیزیں لے آتے تھے اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال کے واسطے کچھ اُٹھا لائے تو اس کے کمال میں کچھ بٹہ نہیں لگتا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت امیر لشکر تھے گھڑا پانی کا خود حمام میں لے جاتے تھے اور ثابت بن ابی مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروان کی طرف سے خلیفہ تھے میں نے دیکھا کہ بازار سے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے لاتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ امیر کو راستہ دو اور راصبع بن نبانہ تابعی فرماتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں میں گویا تصویر بندھ رہی ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں ہاتھ میں گوشت اور داہنے ہاتھ میں درہ لئے بازار میں گشت کرتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے اور بعض

تابعین سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک درہم کا گوشت خرید کر اپنی چادر میں رکھ لیا میں نے عرض کیا کہ لائیے میں لے چلوں آپ نے فرمایا کہ عیال دار ہی کو اس کا لے چلنا زیبا تر ہے

کبر کا علاج:

کبر مہلکات میں سے ہے اور کوئی انسان اس سے خالی نہیں' کبر کا دور کرنا فرض عین ہے۔ یہ صرف تمنا سے نہیں بلکہ علاج سے جاتا ہے۔ کبر اُن دواؤں کے استعمال سے جاتا ہے جو اس کی جڑ کھودتی ہیں اور اس کے علاج کی دو صورتیں ہیں:

اول تو یہ کہ دل میں جو اُس کی جڑ ہے اس کو بیخ و بنیاد سے نکال ڈالنا۔۔علمی علاج یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اور خدائے تعالیٰ کو پہچانے اسی سے ان شآء اللہ کبر زائل ہو جائے گا اس لئے کہ جب انسان اپنے نفس کی حقیقت کما ینبغی پہچانے گا تو یقین کر لے گا کہ نفس سب ذلیلوں سے ذلیل تر اور قلیل چیزوں سے کمتر ہے اور اس کے حال کے مناسب سوائے تواضع اور ذلت اور خواری کے اور کچھ نہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو پہچانے گا تو جان لے گا کہ کبریائی اور عظمت سوائے اس کے اور کسی کو شایاں نہیں۔۔ علاج عملی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے علانیہ تواضع کرے۔حضور نبی کریم ﷺ زمین پر کھانا کھاتے اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں' بندوں کی طرح کھاتا ہوں۔

دوسرے یہ کہ جن اسباب سے کہ انسان دوسرے پر تکبر کرتا ہے اُن کو دور کرنا۔

متکبر کے ساتھ تکبر صدقہ ہے یعنی متکبر کے سامنے زیادہ تواضع اور خاکساری مت دکھایئے۔ دل میں تو اس کی تحقیر نہ ہو بلکہ اس وقت بھی دل میں اپنی ہی حقارت پیش نظر ہو لیکن بظاہر اس کا زیادہ اکرام نہ کیجئے کیونکہ اگر اس کا زیادہ اکرام کیا جائے گا تو اس کا مرض تکبر اور بڑھ جائے گا۔

تکبر کی بیماری بہت خطرناک ہے اور اس کے علاج کے لئے خانقاہوں کی ضرورت ہے۔ بڑے بڑے علماء نے اہل اللہ سے تعلق جوڑا کہ ہمارا نفس مٹ جائے اور مٹنے سے جو پھر ان کو مقبولیت عطا ہوئی' ایسی شہرت وعزت اللہ تعالیٰ نے دی کہ قیامت تک ان کا نام زندہ

رہے گا۔ تکبر سے عزت نہیں ملتی اور تکبر کا مقصد عزت حاصل کرنا ہی تو ہے۔لیکن اس راستہ سے خدا عزت نہیں دیتا بلکہ گردن مروڑ دیتا ہے۔ اگر کسی کو عزت ہی لینی ہے تو اپنے کو مٹائے پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کیسی عزت دیتا ہے لیکن یہ مٹانا عزت کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو **مَنْ تَوَاضَعَ** کے بعد **لِلّٰہِ** فرمایا' اس کے بعد **رَفَعَهُ اللّٰهُ** ہے۔ معلوم ہوا کہ تواضع پر رفعت وعزت اس وقت ملے گی جب یہ تواضع اللہ تعالیٰ کے لئے ہو' جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے کو گرادیا اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے۔

یہ نعمت صوفیاء کے اندر خاص ہوتی ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کو مٹاتے چلے جاتے ہیں۔ بہت کچھ ہوتے ہیں لیکن اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔

(امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ ساداتِ کچھوچھہ شریف کا اکرام واحترام کرتے ہوئے قدم بوسی اور دست بوسی کیا کرتے تھے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے سادات کرام سے اپنے ایمانی جذبات وروحانی احساسات کا اظہار فرماتے ہیں:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا؛ تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا)

کچھ ہونا میرا ذلت وخواری کا سبب ہے یہ ہے میرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

ہم خاک نشینوں کو مسند پہ نہ بیٹھاؤ یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

ہمارے بزرگوں نے اپنے کو مٹا کر دکھا دیا اور ہم کو بندگی وعبدیت کا سبق دے گئے۔

تکبر کا مرض اتنا خطرناک مرض ہے کہ ایک شخص تہجد پڑھتا ہے اشراق پڑھتا ہے کثرت سے عبادت کرتا ہے مگر جب مرا تو دل میں تکبر لے کر گیا۔قیامت کے دن اس کا کیا حال ہوگا وہ حدیث سن لیجئے' مسلم شریف کی روایت ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یدخل الجنة من کان فی قلبہٖ مثقال ذرة من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ' حسنا و نعلہ' حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس (صحیح مسلم)

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا یعنی جس کے دل میں ذرّہ کے برابر بھی بڑائی ہوگی ایسا شخص

جنت میں نہ جائے گا۔

تکبر وہ زبردست ایٹم بم اور وائرس ہے کہ سو برس کا تہجد' سو برس کی زکوٰۃ' سو برس کے حج اور عمرے' سو برس کی نفلیں اور تلاوت' سو برس کی عبادت' ساری زندگی کے اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔ تکبر کا ذرّہ (وائرس) تمام عبادت کو ضائع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں فرمائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا جب کہ اس کی خوشبو میلوں دور تک جائے گی۔ اتنا خطرناک مرض ہے۔ تکبر کے مرض کو نکالنے کے لئے اہل اللہ' مشائخ اور بزرگان دین کو تلاش کرنا چاہیے۔ اُن کو اپنا دل دکھایئے وہ تکبر کو نکال دیں گے اُن کے پاس اس کے علاج اور ترکیبیں ہیں جن پر عمل کرنے سے دل پاک وصاف ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بصیرت عطا فرماتا ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مجلس میں بدنگاہی کر کے ایک شخص آیا تھا دیکھتے ہی فرمایا **مابال اقوام یترشح من اعینهیم الزنا** کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے تو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کیسے سمجھ لیا۔ ہر گناہ کا اثر اس کی آنکھوں پر' چہرہ پر' اس کی چال پر پڑتا ہے اور تکبر کرنے والے کی تو چال ہی عجیب ہوتی ہے اس کی چال ہی سے آپ سمجھ لیں گے کہ یہ شخص متکبر ہے۔

اللہ والوں کی کیا شان ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿**وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا**﴾ میرے خاص بندے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اپنے کو ذلیل کر کے' مٹا کر' ان کی چال بتاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے دبے جارہے ہیں۔ اور متکبر کی چال بتاتی ہے کہ اس کے دل میں بڑائی ہے اکڑ کے چلتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے متکبرو۔ تم اتنی زور سے زمین پر پاؤں رکھتے ہو لیکن تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے ہو اور نہ پہاڑ سے زیادہ لمبے ہو سکتے ہو جو گردن تان کر چل رہے ہو۔ ﴿**وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَ رْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا**﴾ (بنی اسرائیل/۳۷) زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور بے وقوف ہے جو اتنی گردن تان رہا ہے تو پہاڑوں کی لمبائی کو نہیں پہنچ سکتا۔ تو اپنے کو پہاڑ سے زیادہ اونچا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو تکبر انتہائی ناپسند ہے کہ قرآن میں اس بیماری کو کس انداز

سے بیان فرمایا۔

انسان کے غرور وتکبر کی بیہودگی اور لغویت کو کس عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا گیا۔
ایک عربی شاعر نے بھی خوب کہا ہے:

ولا تمش فوق الارض الا تواضعها فكم تحتها قوم همو منك ارفع

وان كنت فى عز وحزن ومنعة فكم مات من قوم همو منك امنع

یعنی زمین پر چلتے ہوئے تواضع اور انکسار اختیار کر' کتنے لوگ جو تم سے بھی زیادہ بلند مرتبہ تھے اب شکم زمین میں مدفون ہیں۔ اگر تو آج معزز ومحترم اور جاہ وسطوت کا مالک ہے تو کیا ہوا' تم سے پہلے کثیر التعداد قومیں بڑی پر ہیبت تھیں لیکن اب موت کی نیند سو رہی ہیں۔

تکبر کی بیماری ہمیشہ احمقوں کو ہوتی ہے اور حماقت خدائی قہر ہے۔ لہذا بزرگان دین میں جن سے آپ کو نسبت ہو اُن سے تعلق قائم کیجئے۔

اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ایسا فعل ہے جس میں بُرائیاں ہی بُرائیاں ہیں۔ اہل اللہ نے تکبر کا علاج یہ بتایا ہے کہ اگر اپنے سے چھوٹے کو دیکھے تو اس وقت یہ خیال کرے کہ یہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے اس نے کم گناہ کئے ہیں' میری عمر زیادہ ہے گناہ بھی میرے زیادہ ہوں گے ۔۔ اور اپنے سے بڑے کو دیکھئے تو یوں خیال کرے کہ اُس کی عمر زیادہ ہے اس نے نیکیاں مجھ سے زیادہ کی ہوں گی۔ تکبر کا عملی علاج یہ ہے کہ غرباء کی تعظیم وتواضع کریں۔۔ خوشی سے نہ ہو سکے تو بہ تکلف ہی کریں۔ ان سے خوش خلق اور نرمی اور شیریں کلامی سے پیش آئیں۔ وہ جب ملنے آئیں تو کھڑے ہو جایا کریں اُن کی دلجوئی کریں۔

☆ غریبوں کے پاس بیٹھے' اُن کی دعوت قبول کیا کرے۔ اُن کی جانی خدمت کرے یعنی اُن کے کام کیا کرے۔ عوام کی خدمت کرے۔

☆ ملازم اور بچوں کے ہوتے ہوئے گھر کا سودا' سبزی آٹا وغیرہ خود لائے اور اپنی طاقت کے موافق اُسے ہی اٹھائے۔ بلا ضرورت مزدوری بھی تلاش نہ کرے بلکہ جو پیسے مزدوری میں دیتے ہیں انھیں رازداری سے خیرات کیا کرے۔

☆ عوام میں سے ہر کسی کو پہلے خود سلام کیا کرے۔

☆ موت کو کثرت سے یاد کرے' جس جگہ بھی موقع مل جائے پوری کوشش کے ساتھ میت کی

تجہیز و تکفین میں شرکت کرے بالخصوص اپنے ہاتھ سے نہلائے اور خود قبر میں اتارے۔ اگر نہلانے کا تجربہ نہ ہوتو پانی ڈالے یا کوئی خدمت انجام دے اس قسم کی تدابیر میں سے وہی مفید ہوگی اور علاج سمجھی جائے گی جو طبیعت اور نفس پر گراں ہو اور حیثیت کے خلاف ہو۔

☆ مریضوں کی عیادت اور قبروں کی زیارت کیا کریں۔

☆ تنہائی میں مراقبہ اور محاسبہ کرے اور تکبر والوں اور تواضع والوں کے قصّے بھی پڑھا کرے۔

علمائے اہلسنت و جماعت کی تصانیف کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے واقعات سے ان شآء اللہ نفس کی اصلاح ہوگی۔ کبر کا علاج اور عشق رسول اللہ ﷺ میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کبر سے، ریا سے اور جملہ رزائل سے ہمارے قلوب کو پاک فرما دے اور اپنی مرضیّات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

فضائل تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ)

احادیث میں بھی خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا حکم، اس کی ترغیب کثرت سے وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب یہ دیکھو کہ کہیں آگ لگ گئی تو تکبیر (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر کثرت سے) پڑھا کرو یہ اس کو بجھا دے گی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تکبیر (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا) آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ تکبیر کہتا ہے تو (اس کا نور) زمین سے آسمان تک سب چیزوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر کا حکم کیا۔ ان آیات واحادیث کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت اُس کی حمد وثنا اور علوشان کو مختلف عنوانات سے کلام اللہ شریف میں بہت الفاظ سے ذکر فرمایا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ باقیات صالحات (وہ نیک اعمال جو ہمیشہ رہنے والے ہیں) کو کثرت سے پڑھا کرو، کسی نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیزیں ہیں۔ حضور

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا) تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا) تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا) تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا) اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ ۔ دوسری حدیث میں آیا ہے حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو خبردار رہو سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ باقیات صالحات میں ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی الرحمۃ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اپنی حفاظت کا انتظام کرلو۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کسی دشمن کے حملہ سے جو درپیش ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' نہیں۔ بلکہ جہنم کی آگ سے حفاظت کا انتظام کرو اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا پڑھنا ہے کہ یہ قیامت کے دن آگے بڑھنے والے کلمے ہیں (کہ سفارش کریں یا آگے بڑھانے والے ہیں کہ پڑھنے والے کو جنت کی طرف بڑھاتے ہیں) اور پیچھے رہنے والے ہیں (کہ حفاظت کریں) احسان کرنے والے اور یہی باقیات صالحات ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے' میرا سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لاالٰہ الاالله اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا مجھے اُن سب سے پیارا جس پر سورج طلوع ہو (مسلم) یعنی یہ کلمات مجھے ساری کائنات سے پیارے ہیں کیونکہ دنیا ختم اور فنا ہونے والی ہے لیکن ان کلمات کا ثواب باقی رہنے والا ہے۔

تسبیح بہت اعلیٰ ذکر ہے۔ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو تمام نقصان وعیوب سے پاک جاننا یا پاک بیان کرنا۔ اسی لئے نماز شروع کرتے ہیں سبحنك اللھم سے' رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ 'سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ' عجیب خبر اور مسرت وخوشی کی اطلاع پر سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے معنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ وہ تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وہ کلمہ ہے جسے پڑھ کر بندہ مسلمان ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور تمام مخلوق سے بڑے ہونے کا اعتراف ہے۔ لہذا یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی جامع صفات ہیں (مراۃ المناجیح' حکیم الامت مفتی احمد یار خاں اشرفی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ ہر حرف کے بدلے میں دس

(۱۰) نیکیاں ملیں گے من قال سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ كتبت له بكل حرف عشر حسنات (طبرانی)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں ان کے لئے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا ہے (احمد، الحاکم)

نمازی تکبیر اولیٰ کہتے ہی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے :

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جب بندۂ مومن نماز پڑھنے کے لئے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (تذکرۃ الواعظین)

روح البیان میں لکھا ہے کہ ایک بار صدقہ کا حکم دیا گیا تھا صحابہ کرام مال لا رہے تھے، ابو امامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ ارشاد نبوی ہوا کہ کیا پڑھتے ہو۔ عرض کیا کہ لوگ مال خیرات کر رہے ہیں، میں غریب آدمی ہوں۔ مال پر قادر نہیں۔ لہذا یہ پڑھ رہا ہوں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ارشاد فرمایا کہ تمھارے لئے یہ کلمات سونا خیرات کرنے سے افضل ہیں۔ روح البیان میں یہ بھی لکھا ہے کہ سب سے پہلے سُبْحَانَ اللّٰهِ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا عرش کی عظمت دیکھ کر۔ اور سب سے پہلے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آدم علیہ السلام نے کہا جب اُن میں روح پھونکی اور سب سے پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نوح علیہ السلام نے کہا طوفان دیکھ کر، اور سب سے پہلے اَللّٰهُ اَكْبَرُ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ یعنی دنبہ دیکھ کر۔ جو یہ چاروں کلمات کہے گا وہ ان چاروں حضرات کے سائے میں رہے گا۔ (تفسیر نعیمی)

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لائے،

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی عمل ایسا بتا دیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰهِ** سو(۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو(۱۰۰) غلام عرب آزاد کئے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** سو(۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو(۱۰۰) اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہوگئے اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** سو(۱۰۰) مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو (نسائی، بیہقی، احمد)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہٗ کی بیوی حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے بھی حضور انور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** (۱۰) مرتبہ پڑھا کرو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے پھر **سُبْحَانَ اللّٰهِ** (۱۰) مرتبہ پڑھا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے پھر **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی** (۱۰) مرتبہ پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاں میں نے مغفرت کردی۔ دس مرتبہ تم **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی** کہو۔ دس مرتبہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ میں نے مغفرت کردی (طبرانی)

ضعفاء اور بوڑھوں کے لئے بالخصوص عورتوں کے لئے کس قدر آسان اور مختصر چیز حضور اقدس ﷺ نے تجویز فرمادی ہے۔ دیکھئے ایسی مختصر چیزوں پر جن میں نہ زیادہ مشقت ہے نہ چلنا پھرنا ہے کتنے بڑے بڑے ثواب کا وعدہ ہے کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ان کو وصول نہ کیا جائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں مَیں نے حضور ﷺ سے عرض کیا، کوئی چیز مجھے تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ سے نماز میں دُعا کیا کروں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ** ۱۰۔۱۰ مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو چاہے اس کے بعد دُعا کیا کرو، حق تعالیٰ شانہٗ اُس دُعا پر فرماتا ہے ہاں ہاں (میں نے قبول کی)۔ کتنے سہل اور معمولی الفاظ ہیں جن کو نہ یاد کرنا پڑتا ہے نہ ان میں کوئی محنت اٹھانی پڑتی ہے دن بھر ہم لوگ بکواس اور فضول کاموں میں گذار دیتے ہیں۔ اپنی مصروفیت کو جاری رکھتے ہوئے کاروباری انتظامات میں مشغول رہتے ہوئے اگر زبان سے ان تسبیحوں کو پڑھتے رہیں تو دنیا کی کمائی کے

ساتھ ہی آخرت کی کتنی بڑی دولت ہاتھ آجائے۔

حضرت سمرہ بن جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے افضل کلمات چار ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ (مسلم) قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں ان کا حکم ان کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیدوں کو ان کلموں کے ساتھ مزین کیا کرو' یعنی عید کی زینت یہ ہے کہ ان کلموں کا کثرت سے ورد کیا جائے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک بی بی کے پاس گئے جن کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تم پر اس سے آسان بھی ہو اور بہتر بھی۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جسے آسمان میں پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جسے زمین میں پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جو اُن کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہوں اس کے برابر جسے وہ پیدا فرمانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے (اسی قدر) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں (اسی قدر) اور اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں (اسی قدر) اور اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ قوت (اسی قدر) **سُبْحَانَ اللّٰہِ عدد ما خلق فی السمآء و سبحٰن الله عدد ما خلق فی الارض و سُبْحَانَ اللّٰہِ عدد ما بین ذلك و سُبْحَانَ اللّٰہِ عدد ما هو خالق والله اکبر مثل ذلك وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مثل ذلك وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مثل ذلك وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ مثل ذلك** (ترمذی' ابوداؤد)

حضرت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تسبیحیں ان دانوں پر شمار کر رہی تھی۔ یہ حدیث مروجہ تسبیح کی اصل ہے کہ بکھرے دانوں اور دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں میں کوئی فرق نہیں۔حضور ﷺ نے یہ تسبیح کبھی استعمال نہ کی' آپ ہمیشہ اُنگلیوں پر شمار فرماتے تھے مگر ایک صحابیہ کو یہ کرتے دیکھا منع نہ فرمایا۔لہذا تسبیح صحابی کی سنت عملی ہے اور حضور ﷺ کی سنت سکوتی۔ مرقات نے فرمایا جن لوگوں نے اس تسبیح کو بدعت کہا غلط کہا۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ تسبیح شیطان پر کوڑہ ہے حضرت جنید ولایت کی انتہاء پر پہنچکر بھی

تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی، جواب دیا کہ اسی کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچے ہیں۔ اُسے ہم کیسے چھوڑیں (مرقات) بعض بزرگ ختم آیت کریمہ کے لئے تھلیوں اور بوریوں میں بادام یا گٹھلیاں جمع کرر کھتے ہیں، اُن کی اصل بھی یہ حدیث ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی تسبیح میری گنتی شمار سے وراء ہے کیونکہ آسمان وزمین کی یہ چیزیں میرے علم وادراک سے خارج ہیں۔ رب تعالیٰ کی عطائیں ہمارے شمار سے باہر ہیں تو اس کی تسبیح بھی ہمارے شمار سے باہر ہونا چاہیے۔ گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کی بقدر **اَللّٰهُ اَكْبَرْ** بھی کہتا ہوں اور اسی قدر **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** بھی اور اسی قدر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** بھی، اور اسی قدر **لاَ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** بھی۔ اس طرح یہ کلمات میرے پڑھنے میں تو ایک ہیں لیکن رب تعالیٰ کے فضل سے ثواب میں ان چیزوں کی تعداد کے برابر۔

اگر تم خدا کو بھول گئیں تو رب تعالیٰ تمھیں اپنی رحمت سے دور کر دے گا اگر اس کی رحمت چاہتی ہو تو اسے یاد رکھو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**فَاذْكُرُنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ**﴾ تم مجھے یاد کرو میرے ذکر سے، میں تمھیں یاد کروں گا اپنی رحمت سے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی یاد کو بندہ کی یاد پر مرتب فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔﴿**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ**﴾ (منافقون/۲) اے ایمان والو تم کو تمھارے مال اور اولاد (اور اسی طرح دوسری چیزیں) اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں اور ہم نے جو کچھ (مال دولت) عطا کر رکھا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) اس سے پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے، اور پھر (حسرت وافسوس سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے کچھ دنوں اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں شامل ہو جاتا اور اللہ جل شانہٗ کسی شخص کو بھی موت کا وقت آجانے کے بعد مہلت نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے سارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جن کو کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہونے لگا تو کسی نے کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** تلقین کیا۔ فرمانے لگے میں کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولا (یعنی یاد تو اس کو دلاؤ جس کو کسی بھی وقت غفلت ہوئی ہو)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ اُحد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر عمل کر لیا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ، اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص طاقت رکھتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، اس کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ **سُبۡحَانَ اللّٰہِ** کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کا اُحد سے زیادہ ہے **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ** کا اُحد سے زیادہ ہے **اَللّٰہُ اَکۡبَرُ** کا اُحد سے زیادہ ہے (الکبیر) یعنی ان کلموں میں سے ہر کلمہ ایسا ہے جس کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے

ایک مرتبہ حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واہ واہ پانچ چیزیں (اعمال نامے تولنے کی) ترازو میں کتنی زیادہ وزنی ہیں ' **بخ بخ خمس ما اثقلهن فی المیزان** ' **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ' اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ' سُبۡحَانَ اللّٰہِ ' اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ** اور وہ بچہ جو مر جائے اور باپ (اسی طرح ماں بھی) اس پر صبر کرے (مسند احمد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کا بچہ مر جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ، فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کے بچہ کی روح نکال لی، وہ عرض کرتے ہیں کہ نکال لی۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے دل کے ٹکڑے کو لے لیا۔ وہ عرض کرتے ہیں بے شک لے لیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ پھر میرے بندے نے اس پر کیا کہا۔ عرض کرتے ہیں تیری حمد کی اور ﴿ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ** ﴾ پڑھا ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اس کے بدلے میں جنت میں ایک گھر اس کے لئے بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد (تعریف کا گھر) رکھو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، اس سے بے حد راضی ہوتے ہیں کہ بندہ کوئی لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پیئے اور اس پر الحمد للہ کہے۔

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک خشک پتوں والے درخت سے گذرے تو اس میں اپنی لاٹھی شریف ماری، پتے جھڑ گئے۔ فرمایا **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ** ' **سُبۡحَانَ اللّٰہِ** اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** اور **اَللّٰہُ اَکۡبَرُ** بندے کے گناہوں کو یوں جھاڑ دیتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے (ترمذی)

سبحان اللہ! کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی گناہوں میں گرفتار انسان سوکھے ہوئے درخت کی طرح ہے اور اس کے گناہ مثل پتوں کے' اور یہ کلمات گویا عصائے محبوبی ہیں جس سے وہ گناہ جھڑتے رہتے ہیں اس میں صوفیانہ اشارہ اس جانب بھی ہے کہ یہ کلمات گناہوں سے اس وقت پاک کریں گے جب یہ کسی کامل کے ذریعہ کئے جائیں گے کیونکہ اگرچہ درخت میں لگی لاٹھی ہی تھی مگر حضور انور ﷺ کے مبارک ہاتھ سے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر تسبیح میں صدقہ ہے اور ہر تکبیر میں صدقہ ہے اور ہر حمد میں صدقہ ہے اور ہر تہلیل میں صدقہ ہے اور ہر بھلائی کا حکم دینے میں صدقہ ہے اور برائی سے روکنے میں صدقہ ہے (مسلم) اس فرمان عالی شان سے معلوم ہوا کہ جو کوئی **سُبْحَانَ اللّٰهِ** یا **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** یا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** یا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کسی بھی طرح کہے' صدقہ نفلی کا ثواب پائے گا خواہ ذکر اللہ کی نیت سے کہے یا کسی حاجت کے لئے بطور وظیفہ یہ الفاظ پڑھے یا عجیب بات سن کر **سُبْحَانَ اللّٰهِ** وغیرہ کہے یا خوشی پا کر **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** پڑھے بہر حال ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا بہر حال عبادت ہے اگر کوئی شخص ٹھنڈک کے لیئے اعضائے وضو دھوئے تب بھی وضو ہو جائے گا کہ اس سے نماز جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا نام زبان کا وضو ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے صبح کو سو مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ** پڑھے اور (۱۰۰) مرتبہ شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو سو حج کرے اور جو صبح کو سو مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** پڑھے اور شام کو سو مرتبہ تو اس جیسا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے اور جو صبح کو سو مرتبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** پڑھے اور سو مرتبہ شام کو تو اس کی طرح ہوگا جو اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرے اور جو صبح کو سو مرتبہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** پڑھے اور شام کو سو مرتبہ تو کوئی اُس سے زیادہ نیکیاں اُس دن نہ کرے گا سواء اس کے جو اس کے جو اتنی مرتبہ ہی یہ کلمات کہہ لے یا اس سے زیادہ (ترمذی)

تسبیح سے مراد حضور قلبی کے ساتھ تسبیح پڑھنا ہے۔ حج سے مراد وہ نفل حج ہیں جو غفلت سے کئے جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور قلبی کے ساتھ آسان نیکی' غفلت کے مشکل اعمال سے افضل ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ حج کا ثواب ملنا اور ہے حج کی ادا کچھ اور۔ یہاں ثواب کا ذکر

ہے نہ کہ ادائے حج کا جیسے ڈاکٹرس کہتے ہیں کہ ایک گرم کئے ہوئے منقہ میں ایک روٹی کی طاقت ہے مگر پیٹ روٹی سے بھرتا ہے کوئی شخص صرف منقے کھا کر زندگی نہیں گذار سکتا۔۔ واقعی ان تسبیحوں میں اتنا ہی ثواب ہے مگر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کرنے ہی سے ہوں گے۔

جوار باجرے کے ایک دانہ سے پانچ سات بالیاں دے سکتا ہے جن کے دانے ہماری شمار میں نہیں ہوتے۔ وہ رب تسبیحوں پر اتنا ثواب بھی دے سکتا ہے۔ اس قسم کے ثواب کا وعدہ قرآن کریم میں بھی کیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ۔۔یعنی جولوگ راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں ہر بالی سے سو دانے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس سے بھی کہیں زیادہ عطا فرمائیگا۔ رب تعالیٰ کی دین ہمارے خیال سے وراء ہے اسے روکنے والا کون ہے

یہ حدیث تسبیح قادری کی اصل ہے سلسلہ قادریہ میں روزانہ صبح شام سُبْحَانَ اللّٰهِ سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سوبار، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سوبار، اَللّٰهُ اَكْبَرُ سو بار پڑھا جاتا ہے یہ وظیفہ اس حدیث سے لیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ مرتبہ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنے سمندر کے جھاگ۔
(مشکوٰۃ، مسند احمد)

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامُراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (مسلم، مشکوٰۃ) ان کلمات کو پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے ان کو دھونے اور مٹا دینے والے ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳'۳۳اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

تسبیحات سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

شہزادی کونین خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مقدس ہاتھوں سے محنت ومشقت سے گھر کے سارے کام خود انجام دیتی تھیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ باندیاں اور غلام آئے ہیں' حضور رحمتہ للعالمین ﷺ سے ایک باندی مانگ لیں کام میں آسانی اور سہولت ہوگی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی خدمت بابرکت میں معروضہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپکی لخت جگر فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) گھر کے سارے کام اپنے ہاتھوں سے خود کرتی ہیں چکّی پیستی ہیں پانی مشکیزہ میں بھر کے وزن اُٹھا کر لاتی ہیں' ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' سینے پر رسّی کے نشان بن گئے' جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے بھی گرد آلود ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک باندی آپ کی شہزادی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت کے لئے مل جائے تو کام میں آسانی اور سہولت ہوگی۔ سرکار رسالت حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ عزوجل سے ڈرتی رہو' فرائض کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے کام بھی اپنے ہاتھوں ہی کرتی رہو اور جب تھک کر سونے کا ارادہ ہو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ تمھارے لئے باندی سے بہتر ہے۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں (ابوداؤد)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا کردہ یہی وظیفہ نمازوں کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے جو تسبیحات پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ سوتے وقت ان تسبیحات کے پڑھنے سے تھکن دور ہونے کے ساتھ ساتھ کام کاج کرنے کی قوت بھی بڑھ جاتی ہے اور فرماتے ہیں یہ عمل مجرب ہے (یعنی تجربہ سے ثابت ہے) حصن حصین میں حضرت علامہ محمد ابن جوزی رحمتہ اللہ

تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں' جب کوئی شخص کام کرنے میں تھک جاتا ہو یا کام کرنے کے لئے قوت وطاقت کی زیادتی کا خواہشمند ہو تو سوتے وقت یہ تسبیحات پڑھ لیا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہوکر حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ مال دار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انھیں کے حصہ میں آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی۔ اور مال دار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں' غلام آزاد کر تے ہیں اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو' اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک ان ہی اعمال کو نہ کرلے ۔۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور بتا دیجیے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۳' ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو اور ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانہ کے مال دار بھی اسی نمونہ کے تھے انھوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا تو فقراء دوبارہ حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سُن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو کون روک سکتا ہے (مسلم' بخاری شریف)

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے کمرے میں زبور پڑھ رہے تھے دیکھا کہ مٹی میں سے ایک سرخ کیڑا نکلا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ اس کیڑے کو اللہ عزوجل نے کس بات کے لئے بنایا ہے؟ اللہ عزوجل نے کیڑے کو حکم دیا اور وہ کہنے لگا کہ میرا دن ایسا ہے کہ اللہ عزوجل نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ہر روز ایک ہزار مرتبہ یہ پڑھا کروں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ عزوجل پاک ہے اور اللہ عزوجل کی حمد ہے اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے) اور میری ہر شب اس طرح گزرتی ہے کہ رات کو میرے اندر اللہ عزوجل نے یہ بات ڈال دی کہ ہر رات کو ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھوں۔ اللّٰھم صلی علی محمدٍ

النبی الامی وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم۔اے اللہ (عزوجل) محمد نبی امی ﷺ پر رحمت فرما اور آپ کی آل واصحاب پر سلامتی فرمایا (مکاشفہ القلوب)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت نقل کرتے ہیں ’جب انسان (یعنی مسلمان) مرجاتا ہے تو کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے بزرگ فرشتے) عرض کرتے ہیں کہ اے رب عزوجل ہمارا کام ختم ہوگیا وہ شخص دارالاعمال (یعنی دُنیا) سے نکل گیا۔اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں۔اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے‘ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے‘ کچھ حاجت تمھاری نہیں‘ پھر دوبارہ کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے‘ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میری زمینیں بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے‘ کچھ حاجت تمہاری نہیں‘ پھر وہ کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں الٰہی: پھر ہم کیا کریں؟ ارشاد ہوتا ہے’میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح وتقدیس کرتے رہے اور اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو‘ (الملفوظ)

روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ شب معراج میں ہماری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔انھوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو میرا سلام فرمادیں اور انھیں بتادیں کہ جنت کی زمین بہت زرخیز ہے وہاں کا پانی بہت شیریں ہے جنت میں سفید زمین بہت ہے وہاں کے درخت یہ کلمات ادا کرتے ہیں۔اللہ پاک ہے‘ اسی کی تعریف ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔**سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** (ترمذی)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے خصوصی ملاقات چھٹے آسمان پر ہوئی اور یہ گفتگو وہاں ہوئی۔عمومی ملاقات تو سارے انبیاء سے بیت المقدس میں ہوچکی تھی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بعد وفات میں ایک دوسرے سے بھی ملتے ہیں‘ اور زندہ مقبول بندوں سے بھی‘ دوسرے یہ کہ وہ حضرات زندوں کا سلام سنتے بھی ہیں اور انھیں سلام کہلواتے بھی ہیں‘ تیسرے یہ کہ وفات یافتہ بندوں کو اور جو ابھی

پیدا نہ ہوئے ہوں ان کو بھی سلام کہلوانا جائز ہے جب کہ اُن کو پہنچ سکے۔ ابراہیم علیہ السلام نے قیامت تک کے مسلمانوں کو سلام کہلوایا جو حضور ﷺ کے ذریعہ ہم لوگوں تک پہنچ گیا۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ خرقان پہنچے تو لوگوں کو خبر دی کہ اس سرزمین میں سو برس کے بعد خواجہ ابوالحسن خرقانی پیدا ہوں گے جو اُنھیں پائے میرا سلام پہنچائے۔ صحابہ کرام قریب الوفات صحابہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارا سلام عرض کرنا' چوتھے یہ کہ ہمیں بھی چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا کریں کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔

جنت کی بعض زمین درختوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں اسی حصہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکھا گیا تھا اور بعض زمین سفید ہے جس میں تمھارے وظیفوں واعمال سے درخت لگیں گے جب تم یہاں آؤ گے تو دونوں قسم کے باغ پاؤ گے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰهِ** ساری مخلوق کی عبادت ہے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** کلمہ شکر ہے اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** اخلاص کا کلمہ ہے اور **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** آسمان وزمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے اور جب بندہ کہتا **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** تو رب تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ مطیع ہو گیا اور اپنے کو میرے سپرد کر دیا۔

ہر مخلوق رب تعالیٰ کی تسبیح بزبان قال کرتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ**﴾ (بنی اسرائیل/۴۴) اور (اس کائنات میں) کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿**كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ**﴾ (النور/۴۱) ہر ایک جانتا ہے اپنی (مخصوص) دُعا اور اپنی تسبیح کو -- حق یہ کہ ہر چیز کو رب تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اور وہ بزبان قال نہ کہ فقط حال سے تسبیح کرتی ہیں --اولیاء اللہ ان تسبیحوں کو سنتے ہیں۔ صحابہ کرام کھاتے وقت لقمے کی تسبیح سنتے تھے حتیٰ کہ سبزہ کی تسبیح کی برکت سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه شکر کا ستون ہے یا شکر کی چوٹی ہے جس کے بغیر شکر مکمل نہیں ہوتا (مرقات)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے مراد پورا کلمہ ہے۔ اخلاص سے مراد ہے چھٹکارا اور رہائی۔ یعنی اس کلمہ طیبہ کی برکت سے بندہ دنیا میں کفر سے اور آخرت میں دوزخ سے رہائی پاتا ہے۔

یا اخلاص، ریاء کا مقابل ہے بمعنی خلوص نیت سے پڑھا جائے تو مفید ہے۔۔۔اس کا ثواب اور اس کی عظمت ان تمام چیزوں کو بھر دیتی ہے۔ یہ ہمیں سمجھانے کے لئے ہے کہ ہماری کو تاہ نظریں ان آسمان زمین تک ہی محدود ہیں ورنہ رب تعالیٰ کی کبریائی کے مقابل آسمان وزمین کی کیا حقیقت ہے۔۔۔۔ یہ ایسے ہے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ﴾ حالانکہ اس کی ملکیت آسمان وزمین تک محدود نہیں ہے۔

مسافر کا تکبیر وتسبیح کہنا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور نیچے اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا کرتے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ اور آپ کا لشکر بلندی پر چڑھتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب اترتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ، حج یا عمرہ سے لوٹتے وقت، جب کسی بلند مقام یا ٹیلے پر چڑھتے تو تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے پھر یہ کلمات فرماتے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور وہی لائق ستائش۔ اور وہ ہی ہر چیز پر قادر ہے ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنہ وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی۔ اور اس نے تنہا تمام جماعتوں کو مار بھگایا (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ تقویٰ اختیار کرو اور بلند جگہ پر چڑھتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا یا اللہ!

اس کے لئے سفر کی دوری کو لپیٹ دے اور اس کا سفر آسان کر دے۔ (ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب ہم کسی وادی کے اُوپر چڑھتے تو نہایت بلند آواز سے **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ** اور **اَللّٰـہُ اَکْبَـرُ** کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنے نفسوں سے نرمی برتو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے' وہ تمہارے ساتھ ہے بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے (بخاری مسلم)

تصدیق الٰہی:

روایت ہے حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ سے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب بندہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے کہ واقعی میرے سواء کوئی معبود نہیں اور میں بہت بڑا ہوں اور جب بندہ کہتا ہے کہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں' اور جب بندہ کہتا ہے **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ الملك وَلَـہُ الْحَمْدُ** (اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اسی کا مُلک ہے اسی کی تعریف ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' واقعی میرے سواء کوئی معبود نہیں' میرا ہی ملک ہے' میری ہی تعریف ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت (**لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ**) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واقعی میرے سواء کوئی معبود نہیں' میرے بغیر نہ قوت ہے نہ طاقت۔۔حضور ﷺ فرماتے ہیں جو یہ کلمات اپنے مرض میں کہے' پھر مر جائے تو اسے آگ نہ جلائے گی (ترمذی' ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ یہ پڑھ رہا ہے اور وہ سچ کہہ رہا ہے ۔۔۔ سبحان اللہ بندہ کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی تھوڑی سے لب کی حرکت سے اس کا ذکر بارگاہِ رب العالمین میں فرشتوں کے سامنے آجائے اور ساتھ میں خود رب تعالیٰ تصدیق بھی فرمادے۔

بندہ وہ گواہی دے رہا ہے جس کی میں اور میرے فرشتے اور میری تمام خلق گواہی

دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ ساری نیکیاں صرف بندے کرتے ہیں، مگر گواہی توحید، حضور ﷺ پر درود، حضور ﷺ کی عزت افزائی، حضور ﷺ کی میلاد خوانی، وہ اعمال ہیں جو رب تعالیٰ، فرشتوں اور تمام مخلوق کے عمل ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔۔۔﴾ اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کے حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا سوائے درود شریف کے۔۔۔کلمہ توحید ایسی پاکیزہ نعمت ہے کہ رب تعالیٰ بھی اس میں شرکت فرماتا ہے۔

بندہ رب تعالیٰ سے کٹ کر کچھ نہیں، نہ اس میں حول رہتی ہے نہ قوت، مگر رب تعالیٰ سے واصل ہو کر سب کچھ بن جاتا ہے کہ اس میں شعاعیں، روشنی، تیزی، دھوپ سب کچھ آجاتی ہے۔

72

صلوٰۃ التسبیح

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہے اور سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے، اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے)۔

یہ تسبیحات نہایت ہی اہم اور دین و دُنیا میں کارآمد اور مفید ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کے اہتمام اور فضیلت کی وجہ سے ایک خاص نماز کی ترغیب بھی فرمائی ہے جو صلوٰۃ التسبیح (تسبیح کی نماز) کے نام سے مشہور ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یہی کلمات صلوٰۃ التسبیح میں ۳۰۰ مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور گناہوں وخطاؤں کو

اس طرح جھاڑ دیتی ہیں جیسے درخت موسم خزاں میں اپنے پتّے جھاڑ دیتا ہے یہ کلمات جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔

جو شخص ان کلمات کو پڑھتا ہے تو ان کلمات پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی دُعا کرتا ہے اور ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و ثنا کے تحفہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جس شخص نے ان کو پابندی کے ساتھ پڑھا اُس نے اپنے ہاتھ خیر و برکت سے بھر لئے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اَلْحَمْدُاِللّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صدق دل سے کہنے سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور تیس بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے چچا! کیا میں آپ کو ایسے دس تحفے نہ عطا کروں، دس نعمتیں نہ دے دوں، دس عطیے نہ بخش دوں (یعنی دس باتیں نہ بتلا دوں) کہ جب آپ اُن پر عمل کر لیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، پرانے، نئے، قصداً سہواً، چھوٹے، بڑے، پوشیدہ، علانیہ کئے ہوئے سب گناہ معاف فرمادے۔ اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی، اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو اور اگر ہر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ ایک مرتبہ، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک مرتبہ اور اگر سال میں ایک مرتبہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ پڑھو۔ اس نفل نماز کا ثواب بے انتہاء ہے اور بے شمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی)

حضور نبی کریم ﷺ نے نہایت اہتمام اور شفقت سے اس نماز کی تعلیم فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے۔ علمائے اُمت' محدثین' فقہاء' صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جن میں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستادوں کے اُستاد ہیں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو معتمد تابعی ہیں اس نماز کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ حضرت عبدالعزیز ابی رواد رضی اللہ عنہ جو حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے بھی اُستاد ہیں' بڑے عابد' زاہد' متقی لوگوں میں ہیں' کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرئے اُس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سُبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے۔

شبِ معراج' شبِ براُتِ شبِ قدر' یوم عرفہ' یوم عاشورہ اور دیگر مقدس راتوں میں صلوٰۃ التسبیح کا پڑھنا یقیناً فائدہ مند ہوگا۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ :

چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر تکبیر تحریمہ (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہے اور ثناء پڑھے' پھر پندرہ بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا**

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھیں، پھر تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے، پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار تسبیح کہے اور رکوع سے سَر اُٹھائے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دس بار تسبیح کہے پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار تسبیح کہے، پھر سجدے سے سَر اُٹھا کر دس بار تسبیح کہے، پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار تسبیح پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) بار تسبیح اور چاروں رکعت میں تین سو (۳۰۰) ہوئیں۔ (خیال رہے کہ یہ تسبیح تشہد میں نہیں پڑھی جائے گی) رکوع وسجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد یہ تسبیحات پڑھے (نظام شریعت، بہار شریعت)

پہلی رکعت :	سورہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے	۱۵ مرتبہ تسبیح پڑھیں
	رکوع سے پہلے	۱۰
	رکوع میں	۱۰
	رکوع سے سَر اُٹھانے کے بعد	۱۰
	پہلے سجدہ میں	۱۰
	پہلے سجدہ سے سَر اُٹھانے کے بعد	۱۰
	دوسرے سجدہ میں	۱۰

	پہلی رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵
	دوسری رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵
	تیسری رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵
	چوتھی رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵

	چار رکعات کی جملہ تسبیحات	۳۰۰
		=====

مسئلہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کونسی سورت پڑھی جائے، فرمایا۔ سورہَ **تَکَاثُرُ ، وَالْعَصرِ ، قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ** (نظام شریعت)

مسئلہ: اس نماز کا اوقات مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت، پھر رات کو۔

مسئلہ: ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اُنگلیوں کو بند کر کے گننا چاہیے۔

مسئلہ : اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اُس کو پورا کر لے' البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اُٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اُس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے' مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے' اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں' اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آ جائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہئے' اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی ہے' ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے اعمال' اخلاص اور عبادات کو قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن

وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن